مرزاجی کے دوستو! اس رسالہ کو غور سے پڑھو!

هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم

الحمد للہ

کہ

رسالہ

الہاماتِ مرزا

جس میں

مرزا قادیانی کے الہامات اور پیشگوئیوں پر بسیط بحث کرکے اُن کو محض جھوٹ اور افترا ثابت کیا گیا ہے اور جواب کے لئے مصنّف کی طرف سے طبع اول کے وقت مبلغ پانسو روپیہ انعام تھا مگر اب طبع ثانی پر دوگنا یعنی مبلغ **ایک ہزار** روپیہ کیا گیا ہے۔ ایک سال کی مدت تک مرزاجی جواب دیں تو مبلغات مذکورہ انکو دیئے جاوینگے

مصنفہ

مولینا ابو الوفا **ثناء اللہ** صاحب (مولوی فاضل و مصنّف تفسیر ثنائی وغیرہ) امرتسری

مطبع اہلحدیث امرتسر میں بماہ رمضان المبارک طبع ہوا

سنہ ۱۹۰۲ء ۱۳۲۰ ہجری

دفعہ دوم - قیمت فی جلد ۵/ - ایک روپیہ کے چار نسخے - محصولڈاک علاوہ

علمائے کرام کی رائین متعلق رسالہ ہذا

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی دام مجدہٗ

جزاکم اللہ عن الاسلام واہلہٖ خیرًا۔ اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم
مین امید کرتا ہون کہ آپ کے رسالہ "الہامات مرزا" کے ملاحظہ سے جسقدر اہل حق کیلئے تقویت ہوگی۔ اُسیقدر بلکہ اُس سے بڑھ کر مقابل کے دل مین رعب[1] ڈالا جائیگا۔ الفاظ ومضامین ہردو لطافت سے مالامال ہین۔ اللہ تعالیٰ علم کو وسیلہ اپنی رضا ولقا کا بنا دے۔ آمین۔

جناب مولوی احمد اللہ صاحب امرتسر سے دام ظلہٗ

کتاب "الہامات مرزا" واسطے تردید مرزا کے نرالی طرز کی ہے۔ منصف عاقبت اندیش اسکو دیکھکر کبھی مرزا کا معتقد نہین رہ سکتا۔ ہر ایک مسلمان کو یہ کتاب اپنے پاس رکھنی چاہیے۔ وللہ در المصنف

جناب مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی امرتسر سے دام فیضہٗ

اس مین شک نہین کہ مصنف رسالہ ہذا نے کادیانی کے مکائد اور فریبون کے مجموعہ کو شیرازہ سے نکالکر اُس کے اوراق کو فی جو السماء منتشر کردیا اور کادیانی کو مصداق اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ بنا دیا
جزاہ اللہ فی الدارین خیرًا ووقاہ فی الکونین ضیرًا۔ ہرچند اس رسالہ کی عبارت قدرے دقیق اور عمیق ہے۔ مگر کوئی ذی علم اگر غور سے دیکھے تشہد انہ الحق المبین اور اہل مذاق اس سے حظ اٹھاوینگے۔ ارحم الراحمین مصنف کو انصار اور عباد اللہ المخلصین مین داخل کرے اور اسکے عمل کو مقبول اور سعی کو مشکور فرماوے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ آمین۔

جناب مولنا حافظ عبد المنان صاحب محدث وزیرآبادی دام ظلہٗ

مین نے رسالہ الہامات مرزا اول سے آخر تک مطالعہ کیا۔ اس سے بڑھکر اس مضمون مین کوئی رسالہ میری نظر سے نہین گذرا۔ مرزا کے اکاذیب لناس ہوتے پر حجت واضح ہے۔ مرزا کے مقابلہ مین متردین کا تو کیا ذکر معتقدین کے اعتقاد کو بھی دل بشرط انصاف ہلادینے والا ہے۔ جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء۔

جناب مولوی غلام رسول (رسل بابا) صاحب امرتسری رحمہ اللہ

مصنف رسالہ الہامات مرزا نے جس طرز پر مباحث کادیانی کا رُخ بدلا ہے یہی طریق احسن ہے، اور جس طریق سے کادیانی کے الہامات شیطانی کی کلی کھولی ہے۔ مصنف ہی کا حصہ تھا جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ مبارک ہین وہ لوگ جو اس رسالہ کی اشاعت کرین۔ مسلمانون خصوصًا اُن لوگون کو جنکے کانون تک کادیانی کی آواز پہونچی ہے۔ اس رسالہ کا پاس رکھنا بہت ضروری ہے۔ وللہ در المصنف۔

---

[1] پیر صاحب کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی کہ مرزاجی باوجود انعام کے اس رسالہ کا جواب نہ دے سکے۔

حامیان ملت بیضا و ناصران سنت علیا کیخدمت میں

اپیل

کادیانی کے مقابل جسقدر کوششیں ہو رہی ہیں حقیقت میں
کافی سے زیادہ ہے مگر چونکہ متفرق ہیں اُنکے اثر سے
کوئی عام اور دیرپا فایدہ نہیں ہوتا۔ اسلیے بہت ضروری ہے
کہ ہمارے دوست جنکو کادیانی کی زہریلی تحریروں پر اطلاع ہے اور جو
اُسکے مشن کو دین اسلام سے نقیض جانتے ہیں وہ اس ضروری
تجویز پر غور کریں کہ جو تحریر کادیانی کے زہر کو معدوم یا کم کرنے میں
زیادہ موثر ہو اُسکی اشاعت کثرت سے ہونی چاہیئے فرداً فرداً یا مجتمعاً
غرض جسطرح ہوسکے اوسکو عوام و خواص میں بالخصوص مرزا کے
مریدوں تک پہنچانیکی کوشش کیجاوے۔ یہ رسالہ الہامات مرزا
اس بارہ میں جیسا کچھ زمانہ کے حسب حال مختصر سہل الماخذ اور مفید ہے
اسکے مطالعہ سے خود واضح ہونیکے علاوہ علماء نامدار کی شہادتیں
صفحہ اول پر ملاحظہ ہوسکتی ہیں پس سردست اسیکو کثرت سے شایع کیا جائے
تو عام فایدہ کی توقع کامل ہے خاکسار مصنف نے بھی باین خیال کہ اسکی
اشاعت عام ہو قیمت میں مفصلہ ذیل تخفیف رکھی ہی فی نسخہ ۳ر ایکروپیہ
کی پانچ نسخے دو کے بارہ ۱۲ چار کے ۲۵ سات کے ۵۰ بارہ روپیہ کی سو نسخے تاکہ ہر ایک
صاحب حسب حیثیت خرید کر مناسب مناسب موقعوں پر مفت تقسیم کر سکیں اور
علماء کرام سے خاص توقع ہی کہ الدال علی الکفار علیہ پر توجہ فرماوینگے۔ نیازمند مصنف

دیباچہ طبع ثانی

رسالہ الہامات مرزا طبع اول کے نسخے تو ایسے جلد اُٹھے کہ شایقین دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے طبع ثانی میں توقف رہا کیونکہ جواب کے لئے مرزاجی کو مبلغ پانسو روپیہ دینے کا وعدہ تھا اسلئے گمان غالب تھا کہ ضرور کوئی نہ کوئی جواب نکلیگا مگر افسوس کہ مرزاجی نے براہین احمدیہ کی طرح باوجود معقول انعام کے جواب کیطرف توجہ نکی یہاں تک کہ سال تمام گذر گیا لاچار شایقین کے اشتیاق سے مجبور ہو کر مع ترمیم ضروری کے طبع ثانی کیا گیا۔ مگر مرزاجی کا انعام منسوخ نہیں ہوا۔ اب بھی وہ جواب دیں تو رقم مذکور بلکہ اس سے دوگنی رقم پیشکش کیجاویگی بشرط مذکور ایڈیشن اول۔

(مشتہر)

الہامات مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

دیباچہ قابل ملاحظہ

مرزا غلام احمد قادیانی[1] نے جیسے دعویٰ مسیحیت موعودہ کا کیا ہے فقیر نے انکے دعاوی کی نسبت بڑی غور و فکر سے تامل کرنا لیا۔ انکی اور انکے ہواخواہوں کی تحریریں جہاں تک دستیاب ہوئیں غور و دیکھیں دعائیں کیں۔ استخارات سے کام لیا۔ مباحثات۔ مناظرات کئے۔ ایک دفعہ کا واقعہ خاص قابل ذکر ہے کہ حکیم نورالدین صاحب سے بمقام امرتسر رات کے وقت تخلیہ میں کئی گھنٹے گفتگو ہوئی۔ آخر حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ بحث و مباحثہ سے کچھ فایدہ نہیں ہوتا آپ حسب تحریر مرزا صاحب مندرجہ رسالہ نشان آسمانی استخارہ کیجئے۔ خدا کو جو منظور ہوگا آپ پر

---

[1] اصل لفظ قاضیان معلوم ہوتا ہے مگر پنجابی محاورہ کے مطابق ضاد تو دال سے بدل گیا اور قاف کاف سے تو کادیان ہو گیا چنانچہ ڈاکخانہ کی مہر میں بلکہ مرزا جی کے انگریزی اشتہار میں بھی جو براہین احمدیہ کے لئے دیا گیا تھا کادیان کو اسطرح (Kadian) لکھا ہے اگر بڑے قاف سے ہوتا یعنی (Qadian) ہوتا جو لوگ کہتے ہیں کہ انگریزی میں بڑے اور چھوٹے کاف کی تمیز نہیں ہوتی انکو درستی کر کے پڑھنا چاہیئے۔

کہل جائیگا - ہرچند مین ایسے استخارون اور خوابون کو بمقابلہ نصوص شرعیہ کے اعتماد
اور اعتبار کرنا ضمناً دعوی عصمت یا مساوات معصوم بلکہ برتری کے برابر جانتا تہا -
تاہم ایک محقق کے لئے کسی جایز طریق فیصلہ پر عمل نہ کرنا جیسا کچھہ شاق ہوتا ہے - مجھے
بھی ناگوار تہا کہ مین حسب تحریر مرزاجی اُنکی نسبت استخارہ نہ کردن - چنانچہ مین نے پندرہ
روز حسب تحریر نشان آسمانی مصنفہ مرزاجی استخارہ کیا - اور میرا خدا جانتا ہے کہ میں نے
اپنی طرف سے صفائی میں کوئی کسر نہیں کی بالکل رنج اور کدورت کو الگ کر کے نہایت تضرع
کے ساتھہ جناب باری میں دعائیں کیں - بلکہ جتنے دنوں تک استخارہ کرتا رہا اوتنے
دنوں تک مرزاجی کے بارے میں مجھے یاد نہیں کہ میں نے کسی سے مباحثہ یا مناظرہ
بھی کیا ہو - آخر چودہویں رات میں نے مرزاجی کو خواب میں دیکھا کہ ایک تنگ سے مکان
میں سفید فرش پر بیٹھے ہیں میں اونکے قریب بیٹھہ گیا اور سوال کیا کہ آپکی مسیحیت کے
دلایل کیا ہیں - آپ نے فرمایا کہ تم تو دونوں پیچھے چھوڑ جاتے ہو - پہلے حضرت مسیحؑ کی وفات کا
مسئلہ - دویم عدم رجوع کا مسئلہ طے ہونا چاہیئے - میں نے عرض کیا کہ آپ ان دونوں
کو طے شدہ سمجھئے - میری غرض یہ ہے کہ اس پیشگوئی کے الفاظ میں جتنے لفظوں کی
حقیقت محال ہے اونکو چھوڑ کر حسب قاعدہ علمیہ باقی الفاظ میں جہانتک ممکن مجاز کیوں مراد
ہو - یعنی اگر بجائے مسیح کے مثیل مسیح ہی آئے تو اون مقامات میں جہاں کا ذکر احادیث
صحیحہ میں آیا ہے کیوں نہ آئے کیونکہ اون مقامات پر مسیح یا مثیل مسیح کا آنا محال نہیں -
اس سوال کا جواب مرزاجی نے ابھی دیا ہی نہ تہا کہ دو آدمی اور آ گئے - اونکی آو بھگت
میں ہم دونوں ایک دوسرے کی مواجہت سے ذرہ سے الگ ہوئے تو مرزاجی کو دیکھتا
ہوں کہ لکھنؤ کے شہدوں کی طرح سکڑا سا چہرہ اور داڑھی بالکل گھٹی ہوئی سخت
حیرانی ہوئی - اسی حیرانی میں بیدار ہو گیا جسکی تعبیر میرے ذہن میں یہ آئی کہ مرزاجی
کا انجام اچھا نہیں - میرے اس خواب کی تعبیر اگر کوئی شخص اور کچھہ کرے تو بہتر ہے
کیونکہ مرزاجی کے مخالفوں کو یہی حق ہوگا کہ اونکے الہاموں اور پیشگوئیوں کے معنے
مرزاجی کے منشا کے خلاف کر سکیں جس سے فیصلہ آسان نہیں خاکسار ابو [illegible]

لحاظ سے کہ مرزاجی بعض دفعہ اپنے الہاموں کے معنے سمجھنے میں غلطی کہا جاتے ہیں
میری اس کوشش اور استخارہ پر اہل علم ہنسیں گے کہ میں نے بیہودہ حرکت کی۔
معصوم کے کلام پر غور کرنے کی بجائے اتنے دنوں تک اپنے الہام اور کشف کا منتظر
رہا۔ مگر میری نیت اس امر کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ جو لوگ مرزاجی کے دعووں کو
اپنے خوابوں کی بنا بر مان لیتے ہیں اونکو مطلع کروں کہ جس طریق سے آپ منزل مقصود
پر پہنچنے کے مدعی ہیں اوسی طریق پر چلکر بہت سے لوگ (بقول آپکے) اور طرف کو
نکل گئے ہیں۔ اب پس معلوم ہوا کہ یہ طریق مفضی علے المقصود نہیں۔ خیر باوجود اس استخارہ
کے میں مرزاجی کے بارے میں غافل نہ رہا اور باوجود کثیر المشاغل ہونیکے کوئی نہ کوئی
کتاب اونکی دیکھتا رہا اور بڑی غور سے ان کے معاملہ میں فکر کرتا چنانچہ کچھ دنوں سے
"ازالہ اوہام" کو دوبارہ دیکھنے کا خیال آیا۔ ایکدفعہ پہلے اُس زمانہ میں دیکھتا تھا
جن دنوں وفات مسیح کا مسئلہ تفسیر ثنائی جلد ثانی میں لکھا تھا مگر دیکھنے کا خیال اسلئے ہوا
کہ یہی ایک کتاب ہے کہ جو مرزاجی نے جان توڑ کر تمام مخالفوں کے لئے لکھی ہے۔ مگر میں
بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ اسکے دیکھنے سے میرے دل میں وجدانی طور پر یہ بات
جم گئی کہ

"مرزاجی خود چاہے کچھ ہی ہوں اپنے مخالف مسلمانوں کو یقیناً دل میں
پکا مسلمان جانتے ہیں اور جن لوگوں نے اونکی ہاں میں ہاں ملائی ہے
اونکی نسبت اونکا خیال دگرگون ہے"۔ اسی اثناء میں میرا خیال "ازالہ اوہام"
کے جواب لکھنے کا ہوا مگر دل میں یہ واہمہ گذرا کہ اتنی بڑی لمبی کتاب کا جواب لکھنے کے
بجائے مرزاجی کے ساتھ فیصلہ کرنیکا آسان تر طریقہ یہ ہے کہ اونکی پیشگوئیوں کی پڑتال
کیجائے جس سے اونکی روحانی صفائی یا کدورت کا حال بخوبی کھلجائیگا چنانچہ وہ خود

٭ جیسے بچے کی پیشگوئی یا آتہم کے متعلق موت سمجھ بیٹھے حالانکہ (بقول اونکے الہامی عبارت
میں موت کا لفظ نہ تھا۔ منتقر)

"ازالہ اوہام" صفحہ ۱۶۲ پر اس طریق سے فیصلہ ہونا چاہتے ہیں بلکہ علماء مخالفین کو اس طریق سے فیصلہ کی طرف بلاتے ہیں۔ قرآن شریف سے بھی یہی اصول مستنبط ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ (سورہ شعراء رکوع ۱۱) (یعنی شیاطین بہ پیرایہ الہام والقا جھوٹے لوگوں پر اترا کرتے ہیں) موجودہ توریت سے بھی جسکے حوالے (مگر صرف مطلب براری کے لئے) مرزاجی اکثر دیا کرتے ہیں صاف یہی اصول مفہوم ہے کہ جھوٹے ملہموں کی پیشگوئیاں سچی نہیں ہوا کرتیں (استثنا باب ۱۸ ۲۱) چونکہ ملہموں کی پہچان کے لئے اونکی اخبار غیبیہ کا دیکھنا ضروری ہے۔ قرآن اور موجودہ توریت بھی اس مضمون پر متفق ہیں بلکہ خود مرزاجی کو بھی یہ اصول مسلم ہے پس بنابریں ازالہ کے مستقل جواب کو چند روز کے لئے ملتوی کر کے مرزاجی کی چند پیشگوئیوں پر خامہ فرسائی کی گئی گو مرزاجی کی پیشگوئیاں خدا کے فضل و کرم سے کسی مزید بحث کی محتاج نہیں۔ نیز وقتاً فوقتاً اونپر مفصل مباحثات ہو چکے ہیں لیکن ایسے طریق سے کہ مرزاجی کے عذرات یا بالفاظ دیگر اونکی پیشگوئیوں کی توضیحات اور اونکے جواب جیسے اس رسالہ میں ہونگے اس سے پہلے نظر سے نہیں گذرے۔

مرزاجی کی پیشگوئیاں یوں تو (بقول اونکے) کئی ایک ہیں مگر تین چار[ف] خاصکر قابل ذکر ہیں۔ ڈپٹی آتھم والی۔ پنڈت لیکھرام والی۔ مرزا احمد بیگ اور اوسکے داماد والی اور اخیر سب سے مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور ملا محمد بخش لاہوری اور مولوی ابوالحسن تبتی والی۔ مرزاجی نے بھی اپنی چار پیشگوئیوں کو معیار صداقت اور مدار بطالت قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنے رسالہ "**شہادت القرآن**" میں لکھتے ہیں

" پھر ماسوا اسکے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کیطرف سے معرض
" امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبد اللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشگوئی جسکی میعاد
" ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینے تک اور پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت "

[ف] اب تو چار پانچ بلکہ پانچ چھ ہو گئی ہیں جنکا ذکر اخیر کتاب میں آتا ہے۔

"پیشگوئی جسکی میعاد ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے - اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کے"
"داماد کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے - جسکی میعاد"
"آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۲ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے - تمام"
"امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت"
"کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیاء اور اماتت دونوں خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہیں اور"
"جبتک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالیٰ اوسکی خاطر سے کسی اوسکے"
"دشمن کو اوسکی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں"
"منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اوس کرامت کو اپنے صادق ہونیکی دلیل ٹھہراوے"
"پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں"
"ہو - بلکہ محض اللہ جلشانہٗ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالبِ حق ہے تو ان"
"پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کے"
"تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک"
"ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور انمیں سے وہ پیشگوئی جو مسلمان کی قوم"
"سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اسکے اجزاء یہ ہیں (۱) کہ مرزا احمد بیگ"
"ہوشیارپوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (۲) اور پھر داماد اوسکا جو اوسکی"
"دختر کلان کا شوہر ہے اڑہائی سال کے اندر فوت ہو (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ"
"تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور"
"تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان"
"تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے"
"نکاح ہو جاوے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں (صفحہ)"

چوتھی پیشگوئی کی نسبت لکھتے ہیں :-

"میں اپنی جماعت کے لئے خصوصاً یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتہار"
"کے نتیجہ کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب"

" اشاعة السنہ اور اسکو دو رفیقون کی نسبت شایع کیا گیا ہے جسکی میعاد ۱۵/ "
" جنوری سنہ ۱۹۰۹ء مین ختم ہوگی۔ "
" اور مین اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہون کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر "
" یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کرین۔ اور گالیوں کے مقابلہ مین گالیان نہ دین۔ "
" وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سُنین گے۔ جیسا کہ وہ سن رہے ہین۔ مگر چاہئے کہ خاموش "
" رہین اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھہ خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھین۔ "
" اگر وہ چاہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کی نظر مین قابل تائید ہون تو صلاح اور تقویٰ و صبر "
" کو ہاتھہ سے نہ دین۔ اب اس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت "
" نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جب تک انسان عدالت کے کمرے سے باہر ہے "
" اگرچہ اوسکی بدی کا بھی مواخذہ ہو مگر اوس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت "
" کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اسلئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت "
" کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے "
" چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرما دے۔ (انتہیٰ رسالہ راز حقیقت صفحہ ۱) "

دوستونکو اطلاع

چونکہ مرزا جی بھی اپنی صداقت پیشگوئیوں ہی سے ظاہر کرنی چاہتے ہیں نیز اسمیں ہمکو گونکو بھی آسانی اور قصر عمل ہے پس آپ لوگوں کو اگر کسی مرزائی سے گفتگو کا موقع ہو آکرے تو اس طریق سے بحث کیا کریں تاکہ طول عمل نہو اور مطلب بھی باآسانی حاصل ہو جائے اسلئے کہ اگر مرزا جی بوجہ اپنی پیشگوئیوں کے کاذب محض اور مفتری علی اللہ ثابت ہوں تو بس دیگر مسایل (حیات مسیح وغیرہ) کی ضرورت ہی کیا ہے بلا دفع۔ اور اگر وہ بوجہ اپنی پاک باطنی اور راست بیانی کے قابل الہام اور مخاطب الٰہی کے لایق معلوم ہوں تو پھر باقی مسایل میں ہمیں اپنی غلط فہمی ماننے میں کیا عذر ہے بس ہمارے دوست اس اصول کو ہمیشہ یاد رکھیں لیکن یہ بھی پیشگوئی کے طور پر کہتے ہیں کہ کسی مرزائی کو اس طریق سے مباحثہ کرنیکی جرأت نہوگی کیونکہ ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا

خاکسار۔ ابو الوفاء ثناء اللہ کفاہ اللہ امرتسری (مولوی فاضل) مصنف تفسیر ثنائی وغیرہ

پیشینگوئی متعلقہ ڈپٹی آتھم

یہ پیشگوئی مرزا جی نے ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ کے خاتمہ پر
اپنے حریف مقابل مسٹر آتھم کی نسبت کی تھی جسکے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"آج رات جو مجھپر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے"
"جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے"
"سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اُسنے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں"
"دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا"
"رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی پندرہ ماہ تک"
"ہاویہ میں گرایا جاویگا اور اوسکو سخت ذلت پہونچے گی بشرطیکہ حق کیطرف رجوع"
"نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اوسکی اوس سے عزت ظاہر"
"ہوگی۔ اور اُس وقت جب پیشگوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائینگے"
"اور بعض لنگڑے چلنے لگینگے اور بعض بہرے سُننے لگینگے۔ (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸)"

اس پیشگوئی کے آثار و لوازمات خارجیہ مرزا جی کی تقریر اور تشریح ہی میں بیان کئے جاتے ہیں فرماتے ہیں

"میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا معمولی[1] بحثیں تو اور لوگ بھی"
"کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا میں اس وقت اقرار کرتا ہوں"
"کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالےٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ"
"ماہ کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا"
"کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھکو ذلیل کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے۔ میرے"
"گلے میں رسہ ڈالدیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں"

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی خود بھی اپنی بحث کو معمولی جانتے ہیں مگر افسوس کہ مرزا جی کے سادہ لوح حواری اس بحث پر بہت کچھ ناز کیا کرتے ہیں بلکہ خنزیروں و عیسائیوں کا قتل اسکو بتلایا کرتے ہیں

"اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا ضرور "
" کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اُسکی باتیں نہ ٹلیں گی۔ (حوالہ مذکور) "

یہ پیشگوئی اپنے مضمون میں بالکل صاف ہے کسی قسم کی تعقید یا پیچ اس مضمون میں نہیں مطلب بالکل صاف ہے کہ ڈپٹی آتھم جسنے آدمی (حضرت مسیح) کو خدا بنایا ہوا تھا اگر مرزا جی کیطرح الوہیت مسیح سے منکر اور توحید محض کا قایل اور اسلام میں واخل نہوا تو عرصہ پندرہ ماہ میں مر کر ہاویہ میں گرایا جاویگا مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا اسکے متعلق مرزا جی نے کئی ایک عذرات کئے ہیں۔

پہلا عذر کہ فریق سے مراد صرف آتھم نہیں بلکہ وہ تمام جماعت ہے جو اس بحث میں اوسکی معاون تھی۔ گویہ ہی مانتے ہیں کہ آتھم سب سے مقدم ہے (انوار الاسلام صفحہ ۲)

اس توجیہ سے یہ نتیجہ نکالنا منظور ہے کہ اس پیشگوئی کو وسعت دیجائے چنانچہ اس وسعت پر تفریع کرتے ہیں کہ اسی عرصہ میں پادری رایٹ ناگہان مرگیا جسکے مرنے سے ڈاکٹر کلارک کو جو اوسکا دوست تہا سخت صدمہ پہونچا وغیرہ وغیرہ (دیکھو اشتہارات انعامی)۔

اسکا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے کہ خود مرزا جی ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں بعدالت مجسٹریٹ گورداسپور اقرار کرتے ہیں کہ فریق سے مراد صرف آتھم تہا۔ ڈاکٹر کلارک وغیرہ کو اُس پیشگوئی سے کوئی تعلق نہیں (دیکھو روئداد مقدمہ مرزا و ڈاکٹر کلارک ۱۲ و ۱۳ و ۲۰ اگست ۱۸۹۷ء)

نیز مرزا جی خود رسالہ کرامات الصادقین کے سرورق کے آخر صفحہ پر بعبارت عربی رقمطراز ہیں

"ومنها ما وعد لی ربی اذ جادلنی رجل من المتنصرین الذی اسمه عبد الله آتهم الی ان قال فاذا بشرنی ربی بعد دعوتی بموته* الی خمسة عشر اشهر* من یوم خاتمة البحث فاستیقظت وکنت من المطمئنین۔" (یعنی آتھم کے مرنیکی بشارت مجھے ملی)

* هکذا وجد فی الاصل والصحیح "شهرا" لعله من اهل الهام ایضا (درنقل چہ نقل)

* یہ لفظ مرزا جی کی اوس رکیک تاویل کو باطل کرتا ہے جو وہ کہا کرتے ہیں کہ اصل پیشگوئی میں موت کا لفظ نہیں بلکہ میری تفسیر ہے جسکے غلط ہونے سے اصل پیشگوئی غلط نہیں ہوسکتی۔ اصل پیشگوئی صرف ھاویہ ہی۔ جو بقول مرزا آتھم کو دنیا ہی میں نصیب ہوگیا (دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۵)

نیز تریاق القلوب صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہین کہ آتھم کی بابت کی جو پیشگوئی کی گئی تھی جس مین یہ شرط تھی۔ کہ اگر آتھم پندرہ مہینے کی میعاد میں حق کی طرف رجوع کرلینگے۔ تو موت سے بچ جائینگے۔ رسالہ کشتی نوح صفحہ ۹ پر لکھتے ہین کہ پیشگوئی نے صاف لفظون مین کہدیا تھا کہ اگر وہ حق کیطرف رجوع کریگا تو پندرہ مہینہ مین نہین مریگا۔ علاوہ اسکے ہمنے مانا کہ فریق کا لفظ عام ہی مگر اسمین تو شک نہین کہ آتھم سب سے مقدم ہے۔ جسکا تقدم خود مرزاجی کو بھی مسلم ہی۔ پس آتھم کی زندگی سے پیشگوئی کسیطرح صحیح نہین ہوسکتی

دوسرا لعذر جو عام طور پر مرزا کے مریدون مین مقبول اور زبانزد ہی۔ یہ ہے کہ آتھم کی موت اسلئے نہین ہوئی کہ اُس نے حق کی طرف رجوع کیا تھا۔ اور حق کیطرف رجوع کرنے کے یہ معنے بتلاتے ہین کہ آتھم کے دل پر پیشگوئی نے اثر کیا اور اس پیشگوئی کی عظمت کیوجہ سے دل مین موت کے غم سے شہر بشہر مارا مارا پھرتا رہا (دیکھو اشتہارات ہزاری دوہزاری سہ ہزاری چہار ہزاری انوار الاسلام وغیرہ)۔ اس مضمون تفصیل سے مرزاجی نے اسلم غیر مسلم کے ایسے کان بہرے کئے ہوئے ہین کہ ہمیں اونکے کلام کی توضیح یا تفسیر کرنیکی حاجت نہیں۔

اسکا جواب ہی اول رجوع الی الحق کے معنے جیسے عام فہم اس کلام سے سمجھے جاتے ہیں یہ ہیں کہ آتھم اگر اسلام میں داخل ہو جائیگا تو بسزائے موت بادیہ سے بچایا جاویگا کیونکہ یہ امر بالکل بدیہی ہے کہ ہر ایک مذہب دار دوسرے کو ناحق پر جانتاہے اور کسی غیر کا اپنے مذہب کیطرف آجانیکا نام "رجوع الی الحق" رکھتا ہے خاصکر دوران مباحثہ میں تو یہ لفظ بالکل انہی معنوں میں مستعمل ہوتاہی۔ اگر ہم مرزاجی کی اسی پیشگوئی کے الفاظ پر غور کریں تو ان سے بھی یہی معنے مستنبط ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزاجی آتھم کی نسبت لکھتے ہیں کہ "جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے" اور اپنی نسبت فرماتے ہیں کہ "جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔" اس سے صاف سمجھ میں آتا ہی کہ جس امر میں فریقین (مرزا اور آتھم) کا مباحثہ تھا اوس امر میں آتھم اگر مرزاجی کا ہم خیال ہو جائیگا۔

تو پندرہ ماہ کے اندر ہی موت سے بچ رہیگا ورنہ نہیں ہمارے اس بیان کی تائید مرزاجی کے ایک مقرب حواری کی تحریر سے بھی ہوتی ہے جو مرزاجی کے ملاحظہ سے گذر کر چھپی ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ "مسٹر آتھم کی نسبت یہ پیشگوئی کی کہ اگر وہ جھوٹے خدا کو نہیں چھوڑیگا - تو پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا - (عسل مصفی صفحہ ۸۰۲)

ان معنے پر مرزاجی خود بھی رسالہ انجام آتھم میں دستخط کرچکے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ "پیشگوئی میں یہ صاف شرط موجود تھی کہ اگر وہ (آتھم) عیسائیت پر مستقیم رہینگے" اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جاینگے اور اونکے افعال یا اقوال سے رجوع الے الحق ثابت نہیں ہوگا تو صرف اوس حالت میں پیشگوئی کے اندر فوت ہونگے" (صفحہ ۱۳)

پس جبکہ مفہوم اور منطوق پیشگوئی کا صریح یہی ہے کہ اگر آتھم نے رجوع بحق کیا یعنی مرزاجی سے مذہب میں موافق ہوگیا اور عیسائیت کو چھوڑ بیٹھا تو موت کی سزا سے بچ رہیگا تو کون نہیں جانتا کہ وہ مرزاجی کے موافق جیسا کچھ ہوا عیان راچہ بیان - ہاں مرزاجی بلا کے پرکالے ہیں آتھم پر دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر تم نے رجوع نہیں کیا تو قسم کھاؤ ایک ہزار بلکہ دو ہزار بلکہ تین ہزار بلکہ چار ہزار روپیہ انعام پاؤ - لیکن مضمون قسم کا ایسا بتلاتے ہیں جو رجوع سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھتا - بلکہ بالکل اوس قصے کے مشابہ ہے جو کسی مولوی صاحب نے کسی شہدے کو نصیحت کرتے ہوئے نماز کی بابت تاکید کی تھی - تو شہدے نے کہا کہ آپنے ایک دفعہ دوستوں کی دعوت کی تھی تو نمک زاید نہیں ڈالا تھا نہیں تو قسم کھایئے مولوی صاحب بیچارے حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ اس کلام کو میرے کلام سے کیا تعلق ہے - شہدے نے کہا بات سے بات نکل آتی ہے" یہی کیفیت مرزاجی کی ہے کہاں "رجوع الے الحق" اور کہاں پیشگوئی سے موت کا ڈر - مضمون قسم کا صرف یہ چاہتے ہیں کہ "اسلامی صداقت ہے" (یعنی میری پیشگوئی سے) خائف نہیں ہوئے" (اشتہار چار ہزاری وغیرہ صفحہ ۱) ایک جگہ کی عبارت ہم ساری کی ساری نقل کرتے ہیں جو بحکم

ف افسوس کہ یہاں پھر فوت کا لفظ بولا گیا حافظہ نباشد کی مثال ہے -

"جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا" نہایت ہی شیریں اور مزیدار ہے فرماتے ہیں
" بعض مخالف مولوی نام کے مسلمان اور اونکے چیلے کہتے ہیں کہ جبکہ ایک بار عیسائیوں "
" کی فتح ہو چکی تو پھر بار بار آتھم صاحب کا مقابلہ پر آنا انصافاً واجب نہیں تو اوسکا جواب "
" یہ ہے کہ اے بے ایمانو! نیم عیسائیو! دجال کے ہمراہیو! اسلام کے دشمنو! "
" کیا پیشگوئی کے دو پہلو نہیں تھے۔ پھر کیا آتھم صاحب نے دوسرے پہلو "رجوع "
" الی الحق" کے احتمال کو اپنے افعال اور اقوال سے آپ قوی نہیں کیا کیا وہ نہیں "
" ڈرتے رہے۔ کیا اونہوں نے اپنی زبان سے ڈرنے کا اقرار نہیں کیا (اشتہار "
" انعامی تین ہزار حاشیہ صفحہ ۵)۔ "

خلاصہ یہ کہ آتھم جو اپنے دل میں خوف زدہ ہوا کہیں کہیں مر نہ جاؤں چنانچہ اسی خوف میں وہ امرتسر سے فیروزپور کبھی لدھیانہ بھاگتا پھرا یہی اوسکا رجوع ہے لیکن دانا سمجھتے ہیں کہ اس خوف کو جو عموماً ہر آدمی کو ایسے موقع پر طبعاً پیدا ہوتا ہے۔ رجوع یعنی مسلمان ہونے یا بالفاظ دیگر مرزا جی سے موافقت کر لینے سے کیا نسبت ہے۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ آتھم کو موت کا اندیشہ ہوا ہوگا اور یقیناً ہوا ہوگا اور اس خوف سے اُسنے ہر ایک تدبیر سے کام لیا مگر نہ اسلئے کہ وہ آپکی پیشگوئی کو خدا کی طرف سے ضرور شدنی سمجھتا تھا بلکہ اسلئے کہ موت کو امر طبعی جانتا تھا۔ لیکن موت کے تصور پر اوسکو یہ بھی خیال تھا کہ آپ اور آپکے ہوا خواہ بقلیلین بھی ہینگی اس خیال سے وہ جہاں تک ان امور عارضہ کی روک تھام کرتا تھا۔ اس دعویٰ کی شہادت میں ہمارا بیان تو آپ کا ہیکو سنینگے آپ ہی کے مخلص مرید شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند امرتسر کی شہادت پیش کرتے ہیں:-

دیکھو ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۹

؎ مرزا جی کو جب سے پنڈت لیکھرام کے مرنے پر دھمکی کے خطوط پہونچے ہیں ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ کیا مجال کوئی اجنبی آدمی یک بیک حضور میں پہونچ سکے سیر کو جاتے وقت جب تک جماعت کثیر ساتھ نہو سیر مشکل ہے کیا یہ بھی رجوع ہی ہو حالانکہ الہام ہے کہ تو ۸۰ برس یا کچھہ کم و بیش زندہ رہیگا۔ اور یہ بھی الہام ہے کہ خدا عرش پر اپنا منہ ہے اور دہر ہی خدا کا منہہ ہے بلکہ گورنمنٹ کے حضور ایک درخواست بھی دی تھی کہ قادیان میں چند سپاہی میری حفاظت کیلئے مقرر کیے جائیں ایسا ہی آتھم کو بھی خوف ہوگا جسکا اظہار بھی اوسنے کر دیا۔ دیکھو اخبار نور افشان ستمبر اکتوبر ۱۸۹۴ء

لاتکتموا الشھادۃ

وہ میں ایک دفعہ کچہری سے آرہا تہا کہ ڈپٹی آتہم اپنی کوٹھی صاف کرا رہا تہا میں نے اوس سے پوچہا کہ کیا کرا رہے ہو اوسنے کہا کہ صفائی کرا رہا ہوں مبادا کوئی سانپ مجھے ڈس جائے تو تم کہنے لگو کہ پیشگوئی سچی ہو گئی۔" العبد شیخ نور احمد مالک ریاض ہند پریس امرتسر

اس بیان سے نیز آتہم کے مضامین مندرجہ اخبار نور افشاں ۱۸۹۴ء سے اوسکے خوف کا مضمون صاف سمجہہ میں آتا ہے کہ وہ آپ کی پیشگوئی کو تو ایک معمولی بازاری گپ جانتا تہا البتہ موت کے مجہول العلم ہونے کی وجہ سے ہراسان تہا کہ مبادا اوسکی اتفاقی موت پر آپ اپنی پیشگوئی کی صداقت سمجہہ لیں۔ بھلا مرزا جی! اگر وہ آپ کی پیشگوئی کو خدا کی طرف سے سمجہہ کر ڈر جاتا تو اوسکی روک تہام کیوں کرتا اور اگر محض ایسا خوف ہی آپ کے نزدیک رجوع الی الحق یعنی فریق مخالف سے موافقت کرنے کے مساوی ہے تو آپ پرلے درجہ کے آریہ ہیں جو آریوں کی معمولی دہمکی پر گورنمنٹ سے امداد اور حفاظت کی درخواست کرتے ہے کہ کہیں آریہ مجھکو مار نہ ڈالیں دیکہو درخواست اسی گورنمنٹ)

لیجئے ہم آپ کی خاطر یہ بہی مان لیتے ہیں اور فرض کئے لیتے ہیں کہ آتہم آپ کی پیشگوئی ہی سے ڈرا اور محض اسی لئے ڈرا کہ اوس نے اس پیشگوئی کو خدائی الہام اور آپکو سچا ملہم سمجہا تاہم اوسکا یہ سمجہنا رجوع بحق نہیں ہوسکتا اور اس قابل نہیں کہ عذاب میں تاخیر کا موجب ہو افسوس آپ مجدد تو بنتے ہیں لیکن علم حدیث سے ایسے مانوس ہیں جیسے برہمن گائے کے گوشت سے یہی وجہ ہے کہ آپ جس حدیث کو کسی کتاب سے نقل کرتے ہیں چونکہ علم میں پورا تبحر اور قادر الکلامی نہیں علاوہ اسکے صاحب الغرض مجنون بہی صادق ہے اسلئے عموماً ترجمے غلط مضامین* اغلط ہوتے ہیں۔ سُنئے ہم آپ کو صحیح بخاری سے ایک حدیث سُناتے ہیں:۔

عن سعد بن معاذ انہ کان صدیقا لامیۃ بن خلف وکان امیۃ اذا مر بالمدینۃ نزل علی سعد الخ

مختصر مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ سعد بن معاذ اپنے ایک دوست امیہ بن خلف کے پاس مکہ میں اترا کرتے تہے جو مشرک

* مثال کے طور پر الہام مفہم اور کسوف خسوف وغیرہ والی حدیثیں موجود ہیں جنکی تفصیل پہر کبہی بتلاوینگے انشاء اللہ

كان سعد اذا مر بمكة نزل على امية فلما قدم رسول
الله صلى الله عليه وسلم المدينة انطلق سعد معتمرا فنزل على
امية بمكة فقال لامية انظر لى ساعة خلوة لعلى ان اطوف
بالبيت فخرج به قريبا من نصف النهار فلقيهما ابو جهل
فقال يا ابا صفوان من هذا معك فقال هذا سعد فقال له
ابو جهل الا اراك تطوف بمكة امنا وقد اويتم الصباة و
زعمتم انكم تنصرونهم وتعينونهم اما والله لولا انك مع
ابى صفوان ما رجعت الى اهلك سالما فقال له سعد ورفع صوته
عليه اما والله لئن منعتنى هذا لامنعنك ما هو اشد عليك
منه طريقك على المدينة فقال له امية لا ترفع صوتك
يا سعد على ابى الحكم سيد اهل الوادى فقال سعد دعنا عنك
يا امية فوالله لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
انهم قاتلوك قال بمكة قال لا ادرى ففزع
لذلك امية فزعا شديدا فلما رجع امية الى
اهله قال يا ام صفوان الم ترى ما قال لى سعد
قالت وما قال لك قال زعم ان محمدا صلى الله
عليه وسلم اخبرهم انهم قاتلى فقلت له بمكة قال
لا ادرى فقال امية والله لا اخرج من مكة فلما
كان يوم بدر استنفر ابو جهل الناس قال ادركوا
عيركم فكره امية ان يخرج فاتاه ابو جهل فقال يا ابا
صفوان انك متى يراك الناس قد تخلفت وانت سيد اهل
الوادى تخلفوا معك فلم يزل به ابو جهل حتى قال اما اذ
غلبتنى فوالله لاشترين اجود بعير بمكة ثم قال امية يا

تھا ایک دفعہ سعد کو کعبہ شریف مین
ابوجہل نے طواف کرتے دیکھا اور
ڈانٹ کر کہا تم تو انکو اپنے شہر مین جگہ دیکر
آرام سے طواف کر جاتے ہو۔ سعد نے
بھی برابر کا جواب دیا۔ امیہ نے سعد سے
کہا خاموش ہو یہ اس جگہ کا سردار ہے
سعد نے امیہ سے کہا اللہ کی قسم میں نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کسی
دن مسلمانون کے ہاتھ سے تو نے
قتل ہونا ہے امیہ نے کہا مکہ میں؟ سعد
کہا یہ میں نہیں جانتا پس امیہ یہ سنکر
سخت گھبرایا۔ امیہ نے اللہ کی قسم کھائی
کہ میں تو مکہ سے کبھی نہ نکلونگا۔ جب بدر
کی لڑائی کا موقع آیا تو ابوجہل نے
لوگوں کو جمع کیا اور امیہ سے کہا کہ اگر
تیرے جیسے رئیس کو لوگ پیچھے ہٹا ہوا
دیکھیں گے تو تیرے ساتھ وہ بھی ہٹ
رہینگے آخر ابوجہل کے جبر سے اس نے
ہاں کی تو اوسکی بیوی نے اوسے یاد دلایا
کہ تیرا مدنی دوست سعد جو کچھ تجھے
کہہ گیا تھا تو اوسے بھول گیا امیہ نے
کہا میں تھوڑی دور تک انکو رخصت
کرنے جاؤنگا۔ چنانچہ وہ جس منزل

ام صفوان جهزینی فقالت له یا ابا صفوان قد نسیت ما قال لک اخوک الیثربی قال لا وما ارید ان اجوز معهم الا قریبا فلما خرج امیة اخذ لا ینزل منزلا الا عقل بعیره فلم یزل بذلک حتی قتله الله ببدر - (صحیح بخاری - کتاب المغازی)	پر کھینے مالا اپنے اونٹ کو تھا اور کہتا کہ موقع پاکر جلد واپس چلا جاے آخر خدا نے اوسے بدر کی لڑائی میں قتل کرایا -

کہیے امیہ بن خلف دل میں آتھم سے زیادہ ڈرا یا نہیں - اور پھر باوجود اس
خوف اور دلی یقین کے اوسکے حق میں کہا جاویگا کہ اوسنے رجوع بحق کیا - کیا امیہ
سے اندازی پیشگوئی تخلف ہوئی سب سے اخیر ایمان سے (ان کنتم مؤمنین)
کہیے کہ آپنے اس حدیث کو کبھی دیکھا اور دیکھکر اسپر غور بھی کی اور اس وقت سے پہلے
اسکا کوئی جواب بھی گھڑا -

آپ فرماتے ہیں کہ اگر آتھم ڈرا نہیں تو قسم کھائے چار ہزار روپیہ ہم سے انعام پاوے
آتھم نے عذر کیا کہ انجیل متی ۵ باب میں قسم کہانے سے منع آیا ہے اوسپر مرزاجی نے کئی ایک
ایسے حوالے اوسکو سنائے کہ عیسائیوں کے پیشواؤں نے عدالت میں قسمیں کہائیں -
آتھم نے جواب دیا کہ "اگر مجھے بھی حلف کرانا چاہو تو عدالت میں طلب کرو عدالت کے
جبر سے میں بھی قسم کہا لونگا" دیکھو نور افشان ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۴ء -
ایسے معقول جواب سے مرزاجی جیسے معقول پسندوں کو بھلا کیا تسلی ہو سکتی تھی آپ لکھتے ہیں

+ ہم مانتے ہیں کہ اندازی عذاب صرف ملتوی ہو جاتا ہے بلکہ مرفوع بھی ہو جاتا ہی لیکن ایسے
التوا یا رفع کے لئے اوس عذاب سے ڈر جانا اور خاکسار ایسا ڈرنا جیسا کہ آتھم ڈرا ہرگز کافی نہیں
مرزاجی ہمیشہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا حوالہ دیا کرتے ہیں مگر افسوس کہ اس میں بھی تجدید سے
نہیں کتے اوس قصہ کا مضمون بالکل ہماری تائید اور مرزاجی کی تردید کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہی فلو
لا قریۃ آمنت فنفعها ایمانها الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی
فی الحیوۃ الدنیا ومتعناهم الی حین - اس آیت میں صاف اور صریح مذکور ہے کہ حضرت
یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل گیا لیکن کب ٹلا؟ جب وہ ایمان لے آئے - پس اگر آتھم
بھی ایمان لے آیا ہوتا تو آپکی وہ عزت جو ستمبر ۱۸۹۴ء کو ہوئی تھی - کیوں ہوتی -

ودگویا انکا ایمان عدالت کے جبر پر موقوف ہے" (دیکھو اشتہار چار ہزاری حاشیہ صفحہ)

اس سے بڑھکر معقول جواب ڈاکٹر کلارک امرتسری نے دیا تہا کہ "ہم کہتے ہیں مرزا

صاحب مسلمان نہیں اگر مسلمان ہیں تو مجمع عام میں سور کا گوشت کھائیں۔ اگر کہیں کہ

سور کا گوشت تو مسلمانوں کو حرام ہے اس سے اسلام کا ثبوت کیسے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ

کہ اسی طرح بالاختیار حلف اُٹھانا عیسائیوں کو منع ہے۔ پس جب آتہم پکا عیسائی

ہے تو وہ اپنی عیسائیت کا ثبوت قسم سے نہیں دے سکتا جسطرح آپ اپنے اسلام کا

ثبوت سور کھانے سے نہیں دے سکتے" (دیکھو اشتہار ہنری کلارک مطبوعہ نیشنل پریس امرتسر)

مگر میں پوچھتا ہوں کہ مرزاجی کو آتہم پر قسم دینے کا حق ہی کیا تہا۔ کیا کوئی آیت یا حدیث

اس بارہ میں ہے کہ کوئی کافر اگر اپنے نفس پر التزام کفر کرے۔ اور اسلام سے انکاری ہو تو

اوسکو قسم دینی چاہیئے جیسے قرضدار عدالت میں انکار کرے اور مدعی کے پاس ثبوت

دعوی نہ ہو تو مدعا علیہ کو قسم دیجاتی ہے کہ میں نے اسکا نہیں دینا اسی طرح کوئی حدیث

اس مضمون کی بتجدید کی ہو تو اطلاع بخشیں۔ جب یہ اسلام بلکہ کسی مذہب کا مسئلہ نہیں

ہے کہ منکر مذہب کو انکار مذہب پر قسم دینی چاہیئے تو آتہم کو قسم دینے کا آپ کو کیا حق

پہنچتا ہے۔ کاش کہ آپ اسی حدیث (والیمین علی من انکر) پر قیاس کرکے آتہم

سے حلف دلاتے تو بھی ایک بات ہوتی۔ گو یہ قیاس بھی قیاس فاسد ہی ہوتا جسکے جواب

میں آپکے مخلص اور بات بنانے والے کہہ سکتے کہ (المجتہد قد یصیب و

قد یخطی) مگر یہاں تو غضب یہ ہے کہ اس مجدد کی تجدید نے یہانتک ترقی کی ہے کہ حدیث

سے کوئی مطلب ہی نہیں خود ہی احکام ایجاد کرسکتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ "آتہم کا بیان

بحیثیت شاہد مطلوب ہے نہ بحیثیت مدعا علیہ" (اشتہار انعامی تین ہزار صفحہ ۲)۔

پس اگر مرزاجی کا کوئی مرید اس حدیث سے استدلال کرکے آتہم کو حلف دلانا تجویز کرے

تو وہ مجاز نہ ہوگا کیونکہ اس حدیث کے رو سے مدعا علیہ پر وہ بھی دیوانی (نہ دین) کے معاملہ میں

قسم ہے اور آتہم پر تو مرزاجی بحیثیت گواہ قسم دینا چاہتے ہیں۔

مرزاجی اپنے دعوے پر کہ آتہم نے رجوع بحق کیا تہا یہ دلیل دیتے ہیں کہ "جب سے انے

پیشگوئی سنی نبی عیسائیت کی حمایت پر ایک سطر بھی نہیں لکھی پس یہی اوسکے رجوع کی علامت ہے۔" انجام آتھم صفحہ ۱۴۔ حالانکہ بالکل غلط سراسر جھوٹ مباحثہ کے بعد وہ حسب طاقت برابر مخالف تحریریں شایع کرتا تھا مگر آپکے ملہم خبر نہیں ہوئی یا اوسنے دانستہ آپکو نہیں بتلایا۔ اسلام ہی کے مخالف نہیں رہا بلکہ اون تحریرات میں وہ ذات شریف (مرزا) پر بھی صلواتیں سناتا رہا **خلاصہ مباحثہ** میں جو مباحثہ کے بعد اوسکی تصنیف ہے لکھتا ہے :-

" مرزا صاحب کے ایک شاگرد مولوی نظام الدین صاحب ملتانی نے جو بجایت اپنے "
" استاد کے بعد اس مباحثہ کے آتے تھے اثنائے گفتگو تثلیث میں کہا کہ میں ۱ "
" دہریہ ہوں اسپر راقم نے پوچھا کب تو اشیا محدود الوجود کو حد کس نے لگا دی جسکا "
" جواب حضرت نے حیرانی اور طرح وہی کے سوا اور کچھہ نہ دیا اور یہ بھی فرمایا کہ "
" منزل کاملان کشف باطنی ہی ہے پس ایسے مجذوب منشوں کو ہم مسئلہ تثلیث "
" توحید کیا سمجھا سکتے تھے بجز دعا خیر کے۔ فقط صفحہ ۴۔
نیز لکھتا ہے " توحید محض کے عاشقان سے پہلا سوال تو یہی ہے کہ وہ کوئی ایسی شئے "
" دکھلاویں اگر سکتے ہوں جو مجموعہ متعدد صفات کے سوا کچھہ اور بھی ہو (خلاصہ مباحثہ صفحہ ۹) "

اِن دونوں حوالوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آتھم مباحثہ کے بعد برابر اسلام کے خلاف لکھتا اور کہتا رہا اور خاص مسئلہ توحید میں جس میں مرزا جی اور آتھم کا پندرہ روز مباحثہ رہا تھا تمام مسلمانوں سے مخالف اور تثلیث پر برابر جما ہوا تھا جو صریح اسلام کی نقیض ہے پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۸ پر اپنے اعتراضات کو جو اوسنے آپکے مقابل اسلام پر کئے تھے نقل کر کے آپ کے جوابات کو فضول بتلائے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ :-

" اِن امور کا خاص جواب منجانب مرزا صاحب کے وہی نبوت آنحضرت (مرزا) کی ہی کہ آج کی "
" بوہ جون ۱۸۹۳ء کی ہی پندرہ مہینے کے اندر جو فریق ناراستہ ہی رہیگا داخل جہنم "
" ہو جائیگا۔ آئینہ کمالات اسلام مصنفہ آنجناب میں گویا خدا یوں کہتا ہے کہ اے "
" غلام احمد تو مجھہ سے ہے اور میں تجھہ سے ہوں۔ بلشرح آنجناب نے تو میرے دست قدرت "

---

[1] یعنی مسلمانوں سے۔

" نکلا ہے اور میں تیرے کمال سے جلال پاتا ہوں"۔ ہمکو تو اس آئینہ میں چہرہ "
" کسی دہریہ یا ہمہ اوست کا بجو برادر توام دہریہ کا ہی نظر آتا ہے۔ اور "
" معجزات ایسے شخص (مرزا) کے ممتحن ایمان ہی ہیں نہ مطمئن اطمینان جو تصدیق "
" کذب کی کرتے۔ صفحہ ۹۔ "

اس اخیر کے فقرے میں آتھم نے کھلے لفظوں میں مرزاجی کو دجال اور جھوٹا بھی کہا ہے
کیونکہ اوسنے انجیل کے اوس مقام کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں پر حضرت مسیح نے
فرمایا ہے کہ "بہت سے جھوٹے نبی آوینگے خبردار رہنا خدا اونکی وجہ سے تمہارا امتحان
کریگا دیکھو انجیل متی ۲۴ باب کی ۱۳) - کہیئے مرزاجی! آپکو دجال یا کذاب کہنا
بھی اسلام کے خلاف ہے یا موافق ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپ کے تمام مباحثہ کو فضول
سمجھتا ہے اور آپکو کھلے لفظوں میں دجال لکھتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ اوس نے
خاموش رہکر رجوع کا ثبوت دیا۔ کیا توحید کے خلاف تثلیث کا قایل ہو اور ذات
شریف کو دجال کہے تو بھی وہ رجوع بحق ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ وہ آپ کے
متنازعہ مسئلہ میں اپنا خیال چھوڑکر آپکا ہمخیال ہو گیا۔ علاوہ اسکے یہ کیا دلیل ہے کہ
چونکہ اوسنے عیسائیت کی حمایت میں کچھ نہ لکھا اسلیئے وہ عیسائی نہ تھا۔ کیا کسی مذہب
کی حمایت میں تصنیف نہ کرنا اوس مذہب کے ترک یا روگردانی کی دلیل ہے؟ کیا آپکی
جماعت کے لکھے پڑھے تمام ہی آپکی تائید میں لکھتے رہتے ہیں۔ تو کیا نہ لکھنے والے آپکو
چھوڑ بیٹھے ہیں (خدا کرے وہ دن آوے)۔

اس پیشگوئی نے مرزاجی کو ایسا حیران کر رکھا ہے کہ اونہیں مطلق خبر نہیں کہ میں
کیا لکھتا ہوں جو کچھ منہ پر آیا کہدیا حقا امنا۔ صدقنا فاکتبنا مع الصادقین
کہنے کو تیار ہیں۔ آپ کشتی نوح کو بے بانس چلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اوس (آتھم)
نے عین جلسہ مباحثہ میں ستر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت کو دجال کہنے سے رجوع
کیا اور پیشگوئی کی بنا یہی تھی کہ اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا"
ناظرین! کیسے ہوشیاری یا مکاری ہے کہ آتھم کی پیشگوئی کی بنا یہ تبلائی ہے کہ اوسنے

آنحضرت کو دجال کہا تھا حالانکہ پیشگوئی کے الفاظ میں اُن معنے کی طرف اشارہ بھی نہیں ناظرین شروع رسالہ میں پیشگوئی کے الفاظ بغور پڑھیں۔ دیکھیے تو کس تشریح کے ساتھ لکھا ہے کہ جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا۔ کجا عاجز انسان کو خدا بنانا اور کجا آنحضرت کو دجال کہنا۔ یہ ہے مرزاجی کی حرکت مذبوحی جس سے اونکی بے بسی نمایاں ہے سچ ہے لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (یعنی جو کلام خدا کی طرف سے القا اور وحی نہ ہو اوس میں بہت ہی بڑا اختلاف ہوتا ہے اور یہی اختلاف اوسکے کذب کی دلیل ہے۔

حیرت انگیز چالاکی

مرزاجی اپنی پیشگوئی کی توضیح یوں کرتے ہیں کہ اگر آتھم رجوع بحق نہ کریگا تو ہاویہ میں گرایا جاویگا۔ یعنی اوسکا رجوع بحق کرنا ہاویہ میں گرائے جانے کو مانع ہو گویا ان دونوں باتوں میں تضاد کا علاقہ ہے جیسے رات اور دن میں۔ یا سیاہ اور سفید میں کہ ایک کے ہوتے ہوئے دوسرے کا ہونا ممکن نہیں بلکہ ہونا ضرور ہے یعنی ہاویہ اوسی صورت میں ہوگا کہ رجوع نہ ہو اور اگر رجوع ہوا تو ہاویہ نہ ہوگا پس ناظرین اس تقریر کو ذہن نشین کرکے مرزاجی کی عبارات مندرجہ ذیل کو غور سے پڑھیں کہ مرزاجی کس ہوشیاری سے بکف چراغ دانستہ دونوں ضدوں رجوع اور ہاویہ کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں۔ پس سنو!

"آتھم نے اپنے اوس خوف زدہ ہونے کی حالت سے جسکا اوسکو خود اقرار بھی ہے جو بذریعہ اخبارات"
"میں شائع ہو چکا ہے بڑی صفائی سے یہ ثبوت دیدیا ہے کہ وہ ضرور ان ایام میں"
"پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا یعنی اوسنے اپنی مضطربانہ حرکات اور افعال سے ثابت"
"کر دیا کہ ایک سخت غم نے اوسکو گھیر لیا ہے اور ایک جانکاہ اندیشہ ہر وقت اور ہر دم"
"اوسکے دامنگیر ہے جسکی ڈرانے والی تمثلات نے آخر اوسکو امرتسر سے نکلدیا۔"
"واضح ہو کہ یہ انسان کی ایک فطری خاصیت ہے کہ جب کوئی سخت خوف اور گھبراہٹ"
"اوسکے دل پر غلبہ کر جاوے اور غایت درجہ کی بیقراری اور بے تابی تک نوبت پہنچ جاوے"

" تو اُس خوف کے ہولناک نظارے طرح طرح کے تمثلات میں اوسپر وارد ہونے "
" شروع ہو جاتے ہیں اور آخر ڈرانے والے نظارے مضطربانہ حرکات اور بھاگنے "
" کیطرف مجبور کرتے ہیں اسی کی طرف توریت استثنا میں بھی اشارہ ہی کہ قوم اسرائیلی "
" کو کہا گیا کہ جب نافرمانی کریگا اور خدا تعالی کے قوانین اور حدود کو چھوڑ دیگا تو تیری "
" زندگی تیری نظر میں بے ٹھکانہ ہو جائیگی اور خدا تجھکو ایک ڈر کا اور جی کی غمناکی دیگا "
" اور تیرے پاؤں کے تلوے کو قرار نہ ہوگا۔ اور جا بجا بھٹکتا پھریگا چنانچہ بارہا ڈرانیوالے "
" تمثلات بنی اسرائیل کی نظر کے سامنے پیدا ہوئے اور خوابوں میں دکھائی دیئے۔ "
" جنکے ڈر سے وہ اپنے جینے سے ناامید ہو گئے اور مجنونانہ طور پر شہر بشہر بھاگتے پھرے "
" غرض یہ ہمیشہ سے سنت اللہ ہے کہ شدت خوف کے وقت کچھہ کچھہ ڈرانے والی چیزیں "
" نظر آجایا کرتی ہیں اور جیسے جیسے بے آرامی اور خوف بڑھتا جاتا ہے وہ تمثلات "
" شدت اور خوف کے ساتھہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں اب یقیناً سمجھو کہ آتھم کو انذاری "
" پیشگوئی سننے کے بعد یہی حالت پیش آئی۔ (ضیاء الحق صفحہ ۹)۔ "
" یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جسطرح یونس کی قوم کو بلا ایک عذاب کے تمثلات ہی دکھائی "
" دیئے تھے اوسیطرح انکو بھی سانپ وغیرہ تمثلات دکھائی دیئے مگر ساتھہ ہی ضروری طور پر "
" اِس بات کو ماننا پڑتا ہے کہ جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیشگوئی سے اس حد تک پہونچ "
" جائے کہ اوسکو سانپ وغیرہ ہولناک چیزیں نظر آویں یہانتک کہ وہ ہراسان اور ترسان "
" اور پریشان اور بیتاب اور دیوانہ سا ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرے۔ اور سراسیمہ ان "
" اور خوف زدوں کی طرح جا بجا بھٹکتا پھرے۔ ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا ظنی طور "
" پر اوس مذہب کا مصدق ہو گیا ہے جسکی تائید میں وہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور یہی "
" معنے رجوع الی الحق کے ہیں۔ اور یہی وہ حالت ہے جسکو بالضرور رجوع کے مراتب میں "
" سے کسی مرتبہ پر محمول کرنا چاہیئے اور میں جانتا ہوں کہ آتھم صاحب کا اس پیشگوئی کو "
" جو دین اسلام کی سچائی کے لئے کی گئی تہی جسکے ساتھہ رجوع بحق کی شرط بھی تھی "
" اسقدر ڈرنا کہ سانپ نظر آنا اور تیروں اور تلواروں والے دکھائی دینا یہ ایسے "

"واقعات ہیں جو ہر ایک دانشمند جو ان کو نظر یکجائی سے دیکھے گا وہ بلا تامل اس نتیجہ"
"تک پہونچ جائیگا کہ بلا شبہ یہ سب باتیں پیشگوئی کے پُر زور نظارے ہیں اور جب تک"
"کسی کے دل پر ایسا خوفناک مستولی نہ ہو کمال درجہ تک پہنچ جائے تب تک ایسے"
"نظاروں کی ہر گز نوبت نہیں آتی۔ جو شخص مکذب اسلام ہو۔ اور حضرت عیسیٰ کے ذوتک کی"
"الہام پر مُہر لگا چکا ہو کیا وہ اسلامی پیشگوئی سے اس قدر ڈر سکتا ہے بجز اوس صورت"
"کے کہ اپنے مذہب کی نسبت تسک میں پڑ گیا ہو اور عظمت اسلامی کی طرف جُھک"
"گیا ہو" (ضیاء الحق صفحہ ۱۲-۱۳)

عبارت مذکورہ بالا صاف اور صریح لفظوں میں بتلا رہی ہے کہ آتھم نے رجوع کیا جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے اور اوسکے رجوع بحق ہونے کے معنے یہ ہیں کہ اوسکے دل پر خوف غالب ہوا جسکی وجہ سے وہ بھاگا پھرا۔ پس اسکا نتیجہ صریح یہ ہونا چاہیے تھا کہ آتھم ھاویہ سے بچا رہتا مگر وہ بیچارہ باوجود ایسے رجوع کے ہاویہ سے بھی محفوظ نہ رہا۔ گویا اجتماع ضدین کا استحالہ اوسکے حق میں احاطہ امکان میں آگیا۔ اس دعویٰ کی دلیل کہ آتھم کو مرزا جی نے باوجود رجوع بحق کرنے کے بھی (اپنے معنوں) ہاویہ میں گرانا چاہا بلکہ گرا ہی دیا۔ مرزا کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:۔ **غور سے سنو!**

"اور توجہ سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہاویہ میں گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہیں وہ عبد اللہ"
"آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصایب میں اُسنے اپنے تئیں ڈال لیا اور جس طرز"
"سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ اوسکے دامنگیر ہو گیا اور ہول اور خوف نے اوسکے دل"
"کو پکڑ لیا یہی اصل ہاویہ تھا اور سزائے موت اوسکے کمال کے لئے ہے جسکا ذکر"
"الہامی عبارت میں موجود بھی نہیں بیشک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جسکو عبد اللہ"
"آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا۔ (انوار الاسلام صفحہ ۵) ۔ نیز لکھتے ہیں"
"پس اے حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری ہو گئی اور اسلام"
"کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہونچی۔ ہاں اگر مسٹر عبد اللہ آتھم اپنے رجوع فزع"
"کا اثر نہ ہونے دیتا اور اپنے افعال سے اپنی استقامت دکھاتا اور اپنے مکر سے جگہ جگہ

"بھٹکتا نہ پھرتا اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور پریشانی غالب نہ کرتا بلکہ اپنی معمولی خوشی "

"اور استقلال میں ان تمام دنوں کو گذارتا تو بیشک کہہ سکتے تھے کہ وہ ہاویہ میں گرنے "

"سے دور رہا مگر اب تو اوسکی یہ مثال ہوئی کہ قیامت دیدہ ام پیش از قیامت۔ اسپر وہ غم "

"کے پہاڑ پڑے جو اوسنے اپنی تمام زندگی میں اونکی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ پس کیا یہ سچ نہیں "

"کہ وہ ان تمام دنوں میں درحقیقت ھاویہ میں رہا۔ اگر تم ایک طرف ہماری پیشگوئی "

"کے الہامی الفاظ پڑہو اور ایک طرف وسکے مصایب کو جانچو جو اوسپر وارد ہوئے "

"تو تمہیں کچھہ بھی اسبات میں شک نہیں رہیگا کہ وہ **بیشک ہاویہ** میں گرا ضرور "

"گرا۔ اور اوسکے دل پر وہ رنج اور غم اور بدحواسی وارد ہوئی جسکو ہم آگ کے عذاب سے کچھہ "

"کم نہیں کہہ سکتے۔ ہاں علی نتیجہ ہاویہ کا جو ہم نے سمجھا اور جو ہماری تشریحی عبارت "

"میں درج ہے یعنی موت وہ ابھی تک حقیقی طور پر وارد نہیں ہوا کیونکہ اُس نے عظمت "

"اسلام کی ہیبت کو اپنے دل میں دہنسا کر الہی قانون کے موافق الہامی شرط سے فایدہ "

"اٹھا لیا مگر موت کے قریب اوسکی حالت پہونچ گئی اور وہ درد اور دُکھہ کے ہاویہ میں "

"ضرور گرا اور ہاویہ میں گرنے کا لفظ اوسپر صادق آگیا پس یقیناً سمجھو کہ اسلام کو "

"فتح حاصل ہوئی اور خدا تعالی کا ہاتھہ بالا ہوا اور کلمہ اسلام اونچا ہوا اور عیسائیت "

"نیچے گری۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ (انوار الاسلام صفحہ ۷) "

عبارت مذکورہ بالا صاف اور صریح طور پر اپنا مدعا بتلا رہی ہے۔ ایسی کہ کسی شرح یا حاشیہ کی حاجت نہیں بعبارت النص ظاہر ہوتا ہے کہ آتھم ھاویہ میں گرا کیوں گرا ہے حسب مضمون پیشگوئی رجوع بحق نہ کیا ہوگا حالانکہ رجوع بحق کر چکا تھا جو بہی عبارت منقولہ سے ظاہر ہے۔ ہم مرزاجی کے مدعیان علم اصحاب کو علمی طرز پر یہ تقریر سناتے ہیں تاکہ اونکو معقولی اصطلاح میں اس تہافت کا سمجھنا آسان ہو۔ مرزاجی کی عبارت کا مطلب علی طریق القیاس الاستثنائی یوں ہے ان رجع عبد اللہ الی الحق فھو ناج من الھاویۃ لکنہ رجع فلیس بناج مرزاجی کے اہل علم دوستو آجتک تو تمام اہل معقول کا اجماع تھا کہ وضع المقدم یستلزم وضع التالی و رفع التالی یستلزم رفع المقدم۔ آج کیا یہ نئی منطق ہے کہ

وضع المقدم یستلزم رفع التالی فاین التلازم کیا منطقی اصطلاحات میں بھی تجدید تو نہیں کی؟ کیوں نہ ہو؟ ؎

اذ حیث کنت من الظلام ضیاء	امن ازدیارک فی الدجی الرقباء

۲۳؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو موضع مد ضلع امرتسر میں راقم کا مباحثہ ہوا فریق مرزائیہ کی طرف سے مولوی سردار شاہ مباحث تھے اون سے بھی تناقض کا میں نے ذکر کیا مجھے تو کچھ خیال تھا کہ شاہ صاحب اسکا کچھ عالمانہ جواب دینگے مگر افسوس کہ جو کچھ اونہوں نے جواب دیا اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے حق میں وہی مثل صادق ہے ؎ جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے اک دم میں سارا بھلا دیا۔ آپکی تحریر میرے پاس موجود ہے چنانچہ حرف بحرف اسکا یہ ہے کہ [illegible] ہے کہ رجوع ثابت، اور رجوع کے ایام میں ہاویہ میں نہیں پڑا ہاں عدم رجوع کے ایام اسی پندرہ ماہ کی میعاد کے اندر وہ ہاویہ میں گر گیا غرض پہلے ۱۵ ماہ رجوع کے ہیں اور دوسرے پندرہ ماہ عدم رجوع کے واقع میں کوئی تناقض نہیں اپنی سمجھ کا تناقض ہے* اسپر میں نے بارہا پوچھا کہ دو پندرہ ماہ آپنے کہاں سے نکالے ہیں پیشگوئی تو ایک ہی پندرہ ماہ کی تھی دوسرے پندرہ ماہ کہاں سے آگئے جن میں وہ ہاویہ میں گرایا گیا اسکا جواب مجھے باوجود اصرار کے کچھ نہ ملا۔ ملتا ہی کیا جبکہ مرزاجی خود اسکے جواب سے دم بخود ہیں

اگر کسی صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ خدا جانے مرزاجی کی عبارت ثانیہ کا کیا مطلب ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ رجوع بحق کرنے آتھم کے پھر بھی وہ ہاویہ میں گرایا جاتا یہ تو صاف تناقض صریح اور تہافت قبیح ہے جو ادنیٰ عقل کے آدمی سے بھی بعید ہے۔ مرزاجی تو ماشاء اللہ بڑے مصنف ہیں۔ اگر الہامی نہیں تو اونکے مصنف اور مناظر ہونے میں تو شک نہیں ؎ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ پھر ایسے صریح تناقض کے وہ کیونکر مرتکب ہونے لگے تھے جو احمق[ل] سے احمق بھی نہ کہے کہ جس چیز کا وجود کسی چیز کے لئے مانع ہو اوسکے ہوتے بھی وہ چیز متحقق ہو سکے باوجود تسلیم کر لینے قاعدہ العدد اما فرد او زوج کے پھر یہ کہنا العدد فرد مع کونہ

ل مولوی سردار شاہ نے بھی موضع مد ضلع امرتسر کے مباحثہ میں یہی کہا تھا کہ مرزا پاگل ہے کہ کہیں کچھ کہے اور کہیں کچھ۔ مگر ہمارا یہ خیال نہیں کہ مرزا پاگل ہے بلکہ پاگل گر ہے۔

* یہ عبارت لفظ بلفظ ہے۔

زوجالا یقول به احد الا من سفهٔ نفسه تو ایسے صاحبوں کی دلجمعی کے لئے کرام
ہی نے یہ معنے مرزاجی کی عبارت کے نہیں سمجھے بلکہ مرزاجی کے اخص الخواص بلکہ امام الصلوٰۃ
نے جو مرزاجی سے بھی افضل ہے اور مرزاجی اوسکے مقابلہ پر نہایت حقیر اور ذلیل ہیں٭ ایسے
ثقہ بلکہ رمز الی جماعت کے، امام الثقات نے بھی یہی معنے سمجھے ہیں کیونکہ وہ خود آتہم کو ہاویہ تک
چھوڑنے گیا تہا (یہ معلوم نہیں کہ بوجہ معذوری کے خود واپس ہوا کہ نہیں) غور سے سنو!

"آتہم (پندرہ ماہ کے اندر اسلام کے خلاف ایک لفظ نہ بولا اور سراسیمگی اور دہشت"
"کی حالت میں شہر بشہر مارا پھرا کسی طرح ملک الموت کے پنجہ سے نجات پاوے اس عرصہ میں"
"اوسے کئی دفعہ خونی فرشتے بہی نظر آئے اوسکی قوت واہمہ نے اوسپر ایسا اثر کیا کہ کہیں اوسکی"
"نظر میں بشکل اصلی مجسم سانپ نمودار ہونے لگے کہیں خونی فرشتے حملہ کرتے ہوئے دکھائی دیئے"
"غرضیکہ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں سخت سے سخت ہاویہ کے عذاب میں گرا رہا۔ (سیرت مسیح موعود"
حاشیہ صفحہ ۱۲۵)

اب تو شبہہ بالکل رفع ہوگیا کہ مرزاجی اپنی پیشگوئی کی تصدیق کے لیے کہاں کہاں تک کوشش
کرتے ہیں ایسے کہ اجتماع ضدین کی بھی اونہیں پرواہ نہیں رہتی طرفہ تر یہ کہ اجتماع ضدین
ہی پر قناعت نہیں بلکہ ایک ہی شئے کو دو متضاد چیزیں بتلایا جاتا ہے وہی آتہم کا ایک
فعل ہے یعنی (بقول مرزاجی) پیشگوئی کے خوف سے اضطراب کرنا اوسی کو رجوع بحق کہا جاتا
ہے اور اوسی کا نام ہاویہ رکھا جاتا ہے پھر اسی کمال علمی پر سلطان القلم کا لقب اور
مہدی زماں اور مسیح دوراں کا ادعا۔ ؎

بت کریں آرزو خدائی کی — ہے شان تیری کبریائی کی

مرزائیو! اور مرزاجی کے اخص الخواص مقربو! علم کے مدعیو! علماء کرام کو جاہل
اور کندہ ناتراش کہنے والو! انصاف سے خدا کیلیے مثنی و فرادی ہو ہو کر سوچو کہ
لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا کے صدق میں کچھ شک ہے یا مرزاجی کے کمال علم و دیانت میں کوئی شبہہ باقی ہے

نہیں تقصیر اوس بت کی جو یہ میری خطا گنی — ارے لوگو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

٭ دیکھو ازالہ صفحہ ۷۸ کہ مقتدی امام کی نسبت حقیر و ذلیل ہوتا ہے۔

ایک اور طرز سے

بہی اِس پیشگوئی کی تکذیب ہوتی ہے کہ قاعدہ کلیہ جسکو مرزاجی نے بہی ازالہ اوہام
صفحہ ۵۷۸ پر بڑے زور شور سے بیان کیا ہے اور حضرت مسیح کے دوبارہ نہ آنے کو اسی قاعدہ
پر مرتب سمجہا ہے جسکا بیان اہل علم کی اصطلاح میں یوں کیا جاتا ہے کہ الشئ اذا ثبت
ثبت بلوازمہ یعنی جب کوئی چیز وجود پذیر ہوتی ہے تو اوسکے لوازم اوسکے ساتہہ ہوتے
ہیں جسکو مرزاجی کے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اوسکے
ساتہہ روشنی نہ ہو (صفحہ مذکور) پس بعد تسلیم اس قاعدہ عقلیہ کے ہم اس پیشگوئی کے
لوازم کی پڑتال کرتے ہیں۔ کچہہ شک نہیں کہ مرزاجی نے ہی اس پیشگوئی کے کئی ایک
لوازم بتلائے تہے۔ یعنی جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اوسکی اس سے
عزت ظاہر ہوگی اور اوس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آویگی بعضے اندہے سوجاکہے
کئے جاوینگے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے"
پس ہم لازم اول ہی کو دیکہتے ہیں کہ کہاں تک اسکا ظہور ہوا کچہہ شک نہیں کہ سچوں کی
عزت سے مراد مرزاجی کی اپنی اور اپنی جماعت کی عزت تہی سو اس پیشگوئی کے موقع پر جیسی
کچہہ ظہور میں آئی خدا دشمن کی بہی نہ کرے۔ ہر ایک قوم کی طرف سے ایک نہیں کئی کئی
اشتہارات۔ اخبارات۔ رسالجات نکلے جن میں مرزاجی کی عزت اور آوبہگت کے
کلمات طیبات بہرے ہوئے تہے سب کو نقل کرنا تو قریب محال ہے اون میں سے چند
ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کرکے باقی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

اہالی امرتسر کی طرف سے جو اشتہارات نکلے تہے اون میں سے ایک یہ ہے:۔

"مرزا قادیانی اور آتہم کی لڑائی میں اسلام کی صداقت"

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

آج ہم اس آیت کی تصدیق پاتے ہیں۔ کہ خدا اپنے دین اسلام کی کیسی تائید کرتا ہے جو لوگ
اس دین کی آڑ میں ہوکر اس دین کو بگاڑنا چاہتے ہیں ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزا
قادیانی کے ساتہہ بہی یہی معاملہ ہوا کہ تمام مخلوق کی نظروں میں ذلیل اور رسوا ہوا۔ کہ آتہم امرتسری

باوجود پیرانہ سالی کے پندرہ مہینے کی مدت میں (جسمیں کئی فصول ہیضہ بھی ہوئیں) نہیں مرے۔ نہ صرف آتھم بلکہ ایک اور صاحب بھی (جنکی موت کے بعد مرزا صاحب نے اسکی بیوی سے نکاح کرنا تہا جسکی مدت حسب شہادت القرآن مصنفہ مرزا صاحب ۲۰ اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو پوری ہوگئی ہے) نہیں مرے

وہ ساری اُنکی شیخی جھڑی دو گھڑی کے بعد	تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے

کیا آج کوئی نہیں جو مرزا کا ساتھ دیوے۔ حکیم نورالدین کہاں ہیں۔ احسن صاحب کہاں ہیں پنجاب گزٹ کے ایڈیٹر کہاں۔ ریاض ہند کے نوجوان ایڈیٹر کہاں جو مارے خوشی کے پہولے نہ سماتے تہے کہاں۔ وہ سیالکوٹ کے معذور لکچرار کہاں ہیں۔ خواجہ صاحب لاہوری کہاں ہیں سچ ہے اور بالکل سچ ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین۔" الخ

اہالی لدہیانہ نے جو اشتہار دیئے اون میں سے ایک دو یہ ہیں:۔

قول صائب

ہوئی جس سے ذلت قادیانی

بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را ✤ عیسے نتوان گشت بتصدیق خرے چند

ارے خودغرض خودکام مرزا
رسول حق باستحکام مرزا
ہوا بحث نصاریٰ میں بآخر
ہے آتھم زندہ اے ظلام مرزا
ڈبویا قادیاں کا نام تونے
جو تھا شیطان کا الہام مرزا
بشیر آیا تہا کیا گم کر گیا تھا
دیا تہا تجہکو سخت الزام مرزا

ارے منحوس نافرجام مرزا
مسیح و مہدیٔ موعود بن کر
مسیحائی کا یہ انجام مرزا
تری تکذیب کی شمس و قمر نے
کہیں کیا اے بدو بدنام مرزا
اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مر تو
ترا اعزاز اور اکرام مرزا
ولیکن تو نہ آیا باز پھر بھی

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو
بچھائے تونے کیا کیا دام مرزا
مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گذرے
ہوا مدت کا خوب اتمام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیشگوئی
بظاہر اس میں ہے آرام مرزا
کیا تہا اُسنے تجہ کو زندہ درگور
یہ اس شوخی کا ہے انعام مرزا

نہ کہتا کچھ اگر منہ پھاڑ کر تو
سیہ رو ہوگا پیش عام مرزا
ہے سولی اور پھانسی کار گر تر
پڑا کہلا نبی نام مرزا
کہا اسلامیوں نے خلف پاکر
سلف کو دی بد دشنام مرزا
براہین سے ٹھگے تو نے مسلماں
کھلے ترے چھپے اصنام مرزا

ندامت کا نہ پینا جام مرزا
سزا ابھی کم سے کم اتنی تو ہوگی
رعایا کا نہیں یہ کام مرزا
کہ اک بھائی ہی شہر بھنگیوں کا
ہے کاذب خارج از اسلام مرزا
زمین و آسمان قائم ہیں اب تک
کبھی ایسے بھی تھے ایام مرزا
در توبہ ہے وا ہو جا مسلمان

گلے میں اب ترے رسا پڑیگا
کہ ہو جائے تجھے سرسام مرزا
مسلمانوں سے تجھ کو واسطے کیا
اور اک ہجڑوں کا بد انجام مرزا
تو ہی اک انبیا رجل ہیں سے
تری وہ ٹل گئے احلام مرزا
بحمد اللہ کہ چھپکر فتح و توضیح
یہی سعدی کا ہے پیغام مرزا

ولہ ایضاً

غضب نبی تجھ پہ ستمگر چھٹی ستمبر کی
یہ گونج اٹھا امرتسر چھٹی ستمبر کی
ذلیل و خوار ندامت چھپا رہے تجھ کو تھا
کہ جینا ہوگیا دوبھر چھٹی ستمبر کی
مسیح مہدی کاذب نے منہ کی کھائی خوب
ملاحدہ کا وہ رہبر چھٹی ستمبر کی

نہ دیکھی تو نے نکلکر چھٹی ستمبر کی
تیرے حریف کو فیروزپور سے لائی
تیرے مریدوں پہ محشر چھٹی ستمبر کی
سوا برس کے تھے امیدوار سب مایوس
یہ کھینچ پھر نے گھر گھر چھٹی ستمبر کی
یہ قادیانی کی تذلیل کے لئے تھی ہی تنہا

ہر قادیانی ہی جھوٹا مرا نہیں آتھم
یہ ریل ہے جو تیرا غر چھٹی ستمبر کی
یہ لودیانہ میں مرزائیوں کی حالت تھی
مرید اعرج و اعور چھٹی ستمبر کی
ہے روسیاہ بشیل و مسیلم و اسود
مباہلہ کا اثر ہے چھٹی ستمبر کی الخ

عیسائیوں کی طرف سے جو اشتہارات نکلے اونمیں سے ایک یہ تھا:-
ایسی مرزا کی گت بنائینگے۔ سارے الہام بھول جائینگے۔ خاتمہ ہوگا اب نبوت کا۔ پھر فرشتے کبھی نہ آئینگے

رسول قادیانی
کو
پھر الہام ہوا

پہنچے آتھم کی ہوگئی رہائی آپکی
توڑ ہی ڈالینگے وہ نازک کلائی آپکی
آتھم اب زندہ ہیں آکر دیکھ لو آنکھوں سے خود

بات کٹ چھپ سکے ہے اب چھپائی آپکی
جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتلانا صریح
بات آپکی ایک بھی سمجھے نہ پائی آپکی
ہوگیا ثابت ہے سب اقوال بد سے آپکے
اوسکو کب منظور ہے اک دم جدائی آپکی
ہم نہ کہتے تھے کہ شیطان کا کہا مانو نہ یار
دیکھو کیسی ناک میں اب جان آئی آپکی
ہے کہاں اب وہ خدا جسکا تمہیں الہام تھا
جو گلی کوچوں میں کرتی تھی بڑائی آپکی
آپنے خلقت سے ٹھگے کا لئے لاکھوں ہیں زر
کام کس آئیگی یہ دولت کمائی آپکی
کر کے منہ کالا گدھے پر کیوں نہیں ہوتے سوار
کر ہی ڈالیگا حجامت اب تو نائی آپکی
اب بھی فرصت ہے اگر کچھہ عاقبت کی فکر ہے
راہ حق اور زندگی سے ہی لڑائی آپکی

کچھہ گر و شرم و حیا تو دل کا اب کام کیا
کون مانے ہے بھلا یہ کج ادائی آپ کی
حق ہے صادق اور صادق حق کا سب الہام ہے
کر رہا بیشک ہے شیطان رہنمائی آپکی
تم ہوئے اور اب وہ ہی تمہارا یار غار
کس بلا میں اوسنے دیکھو جان پھنسائی آپکی
خوب ہے جبریل اور الہام والا وہ خدا
کسلئے کرتا نہیں مشکلکشائی آپکی
کرتے ہیں تعظیم جھک جھک کر تو حاصل اس سے کیا
جانتے ہیں ہم یہ ساری پارسائی آپکی
ڈھیٹھ اور بیشرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
فیصلے کی شرط ہی مانی منائی آپ کی
آپکے دعوؤنکو باطل کر دیا حق نے تمام
ہاتھہ کب آئیگی یہ بہات گنوائی آپکی
خاتمہ بالخیر ہوگا اور ہو گے سرخرو

بات اب بنتی نہیں کچھ بھی بنائی آپکی
جھوٹ ہیں باطل ہیں دعوے قادیانی کے سبھی
ہوگئی ہے شیطان سے ثابت آشنائی آپکی
آپ بچے ہی نہیں شیطان تمہیں دیتا ہے مات
رات دن کرتا وہی ہے پیشوائی آپکی
ہر طرف سے لعنت اور پھٹکار اور دھتکار ہے
آبرو سب خاک میں کیسی ملائی آپکی
اب بتاؤ ہیں کہاں وہ آپکے پیر و مرید
ڈوم کنجر دہر سے کنجڑ تھے قصائی آپ کی
کچھہ کرو خوف خدا کیا حشر کو دو گے جواب
سنت بیغیرت لیگئی ہے بیحیائی آپکی
داڑھی سر اور مونچھہ کا بچنا بڑا دشوار ہے
اب بہی تایب ہو اسی میں ہے بھلائی آپکی
سخت گمراہ ہو نہیں سمجھے مسیح کی شان کچھ
ہوگئی اب بھی مسیح سے گر صفائی آپکی

اشتہار

اب دام مکر اور کسی جا بچھایئے — بس ہو چکی نماز مصلے اٹھایئے

ان اشتہاروں کی بھی چنداں حاجت نہیں مرزاجی خود ہی مانتے ہیں کہ پیشگوئی کے خاتمہ پر تمام مخالفوں نے خوشی منائی اور مرزاجی کی تذلیل میں کوئی کسر نہ چھوڑی چنانچہ اونکے الفاظ یہ ہیں:- "انہوں نے پشاور سے لیکر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے اونکے ساتھہ خوش خوش اور ہاتھہ میں ہاتھہ ملائے ہوئے تھے (سراج منیر صفحہ ۱۹)

پس مرزائیو! یؤخذ المرء باقراره[1] پر غور کرو اور ان دونوں کی عزت و ذلت کو سوچو کہ کس کے نصیب تھی بلکہ اب بھی اگر تم سے کوئی شخص آتھم والی پیشگوئی کا ذکر کرے تو تمہارے دل پر کیا کچھ ذلت اور ندامت کے خطرات گذرتے ہیں سچ بتلانا خدا کو حاضر ناظر سمجھکر بتلانا کہ جس طرح عیسائی تثلیث پر گفتگو کرانے سے جی چراتے ہیں تم اس پیشگوئی کو ٹلاتے ہو یا نہیں ہم یہ تو نہیں کہتے کہ تم بالکل ہی چپ چاپ جاتے ہو حاشا وکلا تم ایسے کہاں فونوگراف کیا اور آواز مدخولہ کے پورا پہونچانے سے خاموشی کیا۔ ظاہر میں تو بہت کچھ کہتے ہو بلکہ اپنے پیر کی پوری وکالت کرتے ہو مگر ہمارا یہ سوال ظاہری مناظرہ سے نہیں بلکہ اندرونی کیفیات سے ہے جسکو تم اور علیم بذات الصدور اور کوئی نہیں۔ فافہم۔

ایک اور طرز سے:

بھی اس پیشگوئی کی تکذیب ہوتی ہے۔ مرزا جی اپنے الہام یا وحی یا نبوت اور رسالت کو انبیاء کے منہاج اور طرز پر بتلایا کرتے ہیں[2] پس ضرور ہے کہ مرزا جی کی پیشگوئیاں بھی

---

[1] آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔

[2] دیکھو رسالہ ضرورت الامام تمام۔ مرزا جی کے ایک خاص حواری پیر جی سراج الحق کا خط جو میاں محمد علی خیاط موضع سوہل ضلع گورداسپور کے نام پہونچا ہے۔ اس دعوی کی کہ مرزا جی کو دعوے نبوت ہے توضیح کرتا ہے۔ "قرآن اور توریت اور انجیل اور زبور اور صحف انبیاء دنیا میں موجود ہیں یہ سب جن پر نازل ہوئیں وہ سب الہام کے مدعی تھے۔ یعنی یہہ کتابیں الہامی ہیں اور الہام الہی ہے۔ الہام اور وحی ایک ہی بات ہے۔ ہمیں سلف و خلف سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ ہمارا امام منہاج نبوت پر ہے نہ سلف خلف کے منہاج پر۔ پس جس طرح انبیاء و رسل پر وحی نازل ہوئی ہے اوسی طور سے اس امام پر وحی نازل ہوتی ہے جسکو امام صاحب بطریق اصطلاح مروجہ الہام فرماتے ہیں۔ والسلام۔
خاکسار سراج الحق از قادیان ۱۰۔ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء"
مرزا جی کے ایک حاشیہ نشین نے حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کو ایک خط میں لکھا ہے

انبیاؤں کی پیشگوئیوں کی طرح پر ہوں ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ جو پیشگوئی انبیا علیہم السلام نے کی ہے خاصکر وہ پیشگوئی جو بطور تحدی کے ہوگی اوسکا ظہور ایسے طریق سے ہوا ہے کہ کسی موافق یا مخالف کو اوسکے وقوع میں تردد کبھی نہیں رہا۔ گو بعض جہال نے عناد سے اونکو ساحر مجنون۔ رمال۔ جفری وغیرہ کہا ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ اونکی پیشگوئیاں بالخصوص تحدی سے کی ہوئیں تو ایسی وقوع پذیر ہوتی تہیں کہ اونکے وقوعہ میں مطلق تردد نہ رہتا تھا۔ مثلاً غلبہ روم کی خبر۔ فتح بدر کی پیشگوئی وغیرہ ہمچو قسم کوئی پیشگوئی ایسی نہ ملیگی جسکے وقوعہ میں کفار تک بہی متردد رہے ہوں۔ بخلاف اسکے آپکی پیشگوئیوں کا یہ حشر ہے کہ غیر تو بجز خود اپنے مرید اور فدائی معتقد بہی دل سے سنکر بعض تو دایمی انقطاع کر جاتے ہیں اور بعض اپنی زبان کی تربیچ سے کئی دنوں بعد بمشکل کچھ کچھ آپکی طرف تاکتے تاکتے لحاظ میں پہنسکر **فونوگراف** کیطرح آپ ہی کی بولی بولنے لگ جاتے ہیں۔ اس جگہ ہم ایک معزز اور قابل شخص کے خط پیش کرتے ہیں جنکی محبت اور دلی اخلاص بہی اس رسالہ کی تالیف کے لئے ایک سبب ہے یعنی میاں محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جو اونہوں نے اس پیشگوئی کے خاتمہ پر بھیجے تھے جنمیں سے ایک یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولینا مکرم سلمکم اللہ تعالی! السلام علیکم! آج ۷ ستمبر ہے

نقل خط صاحب ممدوح صفحہ ۴۱

کہ جن دلایل سے آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانا ہے اونہی دلایل سے ہم مرزاجی کا مسیح موعود ہونا ثابت کرتے ہیں۔ ایسے حاشیہ نشینوں کی اغراض اور مبلغ علم سے ہم آگاہ ہیں اسلئے ایسے لوگوں سے مخاطب کرنا تو محض تضیع اوقات ہے لیکن فرمان خداوندی ان تبسل نفس الایہ کے لحاظ سے ان صاحب کو بہی اس طرز تقریر پر توجہ دلاتے ہیں کہ حافظ صاحب نے بلکہ ہم سب نے جن دلایل سے آنحضرت کو رسول اللہ مانا ہے اونمیں سے ایک دلیل یہ بہی ہے کہ آپکی تمام پیشگوئیاں نمایاں طریق سے ظہور پذیر ہوئی ہیں پس اس مختصر تقریر کو ذہن نشین کرو اور اس جیسی لاؤ

اولئک ابائی فجئنی بمثلھم		اذا جمعتنا یا جریر المجامع

مرزاجی رسالہ اعجاز احمدی صفحہ ۴۳ پر اس خاکسار کو مخاطب کرکے خاص نوٹس دیتے ہیں کہ منہاج نبوت کو ملحوظ رکھکر میری پیشگوئیوں کی پڑتال کرو اسلئے میں بہی مرزا کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ دیکھ لیں کہ منہاج نبوت یہی ہے یا اور۔

اور پیشینگوئی کی میعاد مقررہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی - گو پیشینگوئی کے الفاظ کچھ ہی ہوں لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح کی ہے وہ یہ ہے :-

"میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنے وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ ۱۵ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھکو ذلیل کیا جاوے - روسیاہ کیا جاوے - میرے گلے میں رسا ڈالدیا جاوے مجھکو پھانسی دیا جاوے - ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کریگا - ضرور کریگا - ضرور کریگا - زمین و آسمان ٹل جائیں پر اوسکی باتیں نہ ٹلیں گی -"

اب کیا پیشینگوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہو گئی؟ نہیں ہرگز نہیں - عبد اللہ آتھم ابتک صحیح و سالم موجود ہے اور اوسکو بسزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا - اگر یہ کہو کہ یہ پیشینگوئی الہام کے الفاظ کے بموجب پوری ہو گئی" جیسا کہ مرزا خدا بخش صاحب نے لکھا ہے اور ظاہری معنے جو سمجھے گئے تھے وہ ٹھیک نہ تھے" اول تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی کہ جسکا اثر عبد اللہ آتھم صاحب پر پڑا ہو - دوسری پیشینگوئی کے الفاظ یہ ہیں :-

"اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک ماہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا اور اوسکو سخت ذلت پہنچیگی - بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اوسکی اس سے عزت ظاہر ہوگی - اور اوس وقت جب پیشینگوئی ظہور میں آویگی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائینگے بعض لنگڑے چلنے لگیں گے بعض بہرے سننے لگیں گے"

پس اس پیشینگوئی میں ہاویہ کے معنے اگر آپ کی تشریح کے بموجب لئے جاویں اور صرف ذلت اور رسوائی لیجائے تو بیشک ہماری جماعت ذلت اور رسوائی[لے] کے ہاویہ میں گر گئی - اور عیسائی مذہب سچا عیسائی مذہب اوسی حالت میں سمجھا جاتا اگر یہ پیشینگوئی سچی سمجھی جاتی جو خوشی اس وقت عیسائیوں کو ہے وہ مسلمانوں کو کہاں؟ مسلمانوں کو تو نہیں بلکہ مرزائیوں کو

لے مرزاجی! سچ ہے؟

شرمندگی اور بڑی شرمندگی ہوئی پس اگر اس پیشین گوئی کو سچا سمجھا جائے تو علامات ٹھیک ہے کیونکہ جھوٹے فریق کو رسوائی اور سچے کو عزت ہو گی - اب رسوائی مسلمانوں کو ہوئی - میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہو سکتی - دوسرے اگر کوئی تاویل ہو سکتی ہے تو یہ بڑی مشکل کی بات ہے کہ ہر پیشین گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی - لڑکے کی پیشینگوئی میں تفاول کے طور سے ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا وہ مر گیا - تو اوسوقت بھی غلطی ہوئی - اب اس معرکہ کی پیشینگوئی کے اصلی مفہوم کے نہ سمجھنے نے تو غضب ڈھا دیا - اگر کہا جاوے کہ احد میں فتح کی بشارت دی گئی تھی - آخر شکست ہوئی تو اس میں لیسے شورے اور قسموں سے معرکہ کی پیشینگوئی نہ تھی - اور اوس میں لوگوں سے غلطی ہو گئی تھی - اور آخر پھر جب مجتمع ہو گئے تو فتح ہوئی - کیا کوئی ایسی نظیر ہے کہ اہل حق کو بالمقابل کفار کے ایسے صریح وعدے ہو کر اور معیار حق و باطل ٹھیرا کر ایسی شکست ہوئی ہو - ہمکو تو اب اسلام پر شبہے پڑنے شروع ہو گئے - لیکن الحمدللہ کہ اب تک جہانتک غور کرتا ہوں اسلام بالمقابل دوسرے ادیان کے اچھا معلوم ہوتا ہے - لیکن آپ کے دعاوی کے متعلق تو بہت ہی شبہہ ہو گیا پس میں نہایت بھرے دل سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اگر فی الواقع سچے ہیں تو خدا کرے کہ میں آپ سے علیحدہ نہوں - اور اس زخم کے لئے کوئی مرہم عنایت فرمائیں کہ جس سے تشفی کلی ہو جاتی جیسا لوگوں نے پہلے ہی مشہور کیا تہا کہ اگر یہ پیشینگوئی پوری نہ ہوئی تو آپ یہی کہدینگے کہ ہاویہ سے مراد موت نہ تھی الہام کے مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی - براہ مہربانی مدلل تحریر فرماویں - ورنہ آپ نے ہمکو ہلاک کر دیا ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائیں - برائے استفادہ نہایت دلی رنج سے یہ تحریر کر رہا ہوں - راقم محمد علی خاں -"

جو کچھ اس خط سے گبھراہٹ اور بے چینی ثابت ہوتی ہے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں علاوہ اسکے اس موقع پر ہمیں زیادہ گفتگو کی ضرورت ہی نہیں - مرزاجی خود ہی اپنے اشتہار انعامی تین ہزار کے صفحہ ۸ پر اپنے مخلصوں کو جو پیشینگوئی کے صدق اور آتھم کے رجوع سے منکرانہ سوال کرتے تہے تسلی دیتے ہیں اور انجام آتھم کے صفحہ ۲۰ پر بعض کا

پہر جانا مانتے ہیں یعنی تسلیم کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی وجہ سے بعض مرید برگشتہ ہوگئے چونکہ آپ کو بہی اسکا اعتراف ہے لہذا ہمیں فہرست تبلانیکی چنداں حاجت نہیں ہماری غرض اس سے بہی جتنا کہ آپنے اقرار کیا ہے ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس طرز میں ہم اتنے ہی پہلو پر ہیں کہ پیشگوئی کا وقوعہ ایسے طرز اور طریق سے نہیں ہوا کہ مخالف۔ موافق سب کو اوسکے وقوعہ کا یقین ہوتا گو بعد اوس یقین کے مخالف اپنی مخالفانہ طرز سے اور موافق اپنے مخلصانہ طریق سے اوسکے وقوعہ کی تعبیر کرتے مگر یہاں تو غضب یہ ہے کہ پیشگوئی کے وقوعہ کا ہی یقین نہیں۔ مخالفوں کو تو کیا ہوتا مخلصوں کو بہی یہاں تک تردد تہا بلکہ گمان غالب ہے کہ اب بہی ہوگا کہ اوسپر قسم نہیں کہا سکتے ہونگے۔ مگر چونکہ ہم نے مرزاجی کی طرح ایک سال بہر کی پیشگوئی کرکے اونکے پیچھے دم نہیں لگانی اسلئے ہم اون سے حلف لینا نہیں چاہتے وہ اس امر پر دل ہی میں غور کریں۔ ہمارا مطلب تو مرزاجی کے اعتراف مذکور ہی سے حاصل ہے کہ یہ پیشگوئی مثل انبیاء کی پیشگوئیوں کے وقوع پذیر نہیں ہوئی کہ کسی مخالف یا موافق کو اوسکے وقوعہ میں شک رہتا گو مخالف نہ مانتے۔ مگر اوسکے وقوعہ کے قایل ہوتے مثلاً آتہم علے الاعلان مسلمان ہوجاتا یا پندرہ ماہ کے اندر مرجاتا۔ ہماری اس تقریر پر کہ سچی پیشگوئی وہ ہوتی ہے جس کے وقوعہ میں کسی دوست یا دشمن کو بہی شبہ نہ رہے۔ خود مرزاجی سراج منیر میں دستخط کرچکے ہیں جہاں لکہتے ہیں "اگر پیشگوئی نے الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کہینچ لیتی ہے" (صفحہ ۱۴) فنعم الوفاق۔

اس پیشگوئی نے جیسا کچھ دلوں کو مرزاجی کیطرف کہینچا ہے عیاں راچہ بیان ایسا کہ لینے کے دینے پڑگئے تہے۔ کئی قسم کی مغالطہ آمیز تحریروں سے بمشکل بعض مریدوں کو مجالس میں یہ کہنے کی جرأت ہوئی تہی کہ آتہم نے رجوع کیا ہے اسلئے بچ گیا۔ اگر رجوع نہیں کیا تو قسم کیوں نہیں کہاتا۔ حالانکہ وہ خود بہی دل میں جانتے تہے کہ آتہم پر قسم کی کوئی صورت نہیں۔ دوم وہ قسم نہ کہانے کی وجہ شرعی بتلاتا ہی کہ انجیل متی ۵ باب میں قسم سے منع ہے۔ مگر ہمارے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ مرزاجی کی ایک سالہ پیشگوئی کی

مسیح سے جو قسم کہلانے پر اوسکے پیچھے لعنت کے طوق کیطرح ڈال کر لوگوں کی توجہ کامل ایک سال تک پھیرنی چاہتے تھے وہ اس سے بھاگتا تھا۔ وہ بھی آخر ڈپٹی رہ چکا تھا اوسنے اس قسم کے کئی ایک مقدمات طے کئے ہونگے وہ جانتا تھا کہ مرزاجی کی یہہ غرض ہے کہ جو برس میں نے جہوٹ کے لئے تجویز کیا تھا وہ ایک سال تک ملتوی رہے اور اگر مرزاجی صرف قسم کی بابت اوسے کہتے تو شاید انجیل متی کے باب کی کوئی تاویل سوچکر وہ قسم کہا جاتا۔ رہا یہ کہ مرزاجی کو قسم دینے کا کیا حق تھا اسکا ذکر پہلے آچکا ہے

ایک اور طرز

بھی اس پیشگوئی میں تناقض ہے۔ مرزاجی نے آتہم کا رجوع تو عین جلسہ مباحثہ ہی میں ثابت کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ "اوس (آتہم) نے عین جلسہ مباحثہ پر ستر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اوسنے پندرہ مہینے تک اپنی خاموشی اور خوف سے اپنا رجوع ثابت کردیا۔" (کشتی نوح) صفحہ ۶۔ عبارت مذکورہ بالا سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آتہم نے جلسہ مباحثہ ہی میں وہ رجوع کرلیا تھا جسکے کرنے پر اوسے ہاویہ سے بچ جانا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا کانی باوجود اوسکے رجوع کے اوسپر رحم نہ کیا اور ناحق اوسکو ہاویہ میں بھی ڈال دیا جیسا کہ انوار الاسلام صفحہ ۵ کی عبارت منقولہ ناظرین دیکھ چکے ہیں۔ پہلی طرز تناقض میں تو ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ آتہم کا ایک ہی فعل یعنے گھبرانے اور سفر کرنے کو مرزاجی رجوع بتلاتے ہیں اور اور اوسی کو ہاویہ قرار دیتے ہیں جو حقیقی تناقض ہے جس میں موضوع بھی واحد ہے مگر اس طرز میں یہ نہیں اس میں فعل تو دو ہیں یعنی بقول مرزاجی دجال کہنے سے تو اوسکا رجوع ہے اور اپنی حفاظت کے لئے سفر کرنا اوسکا ہاویہ ہے (واہ رے روحانی مسیح تیرا سب ہی کچھہ روحانی ہے) جسپر ایک ادنی سمجھہ بوجھہ کا آدمی بھی سوال کرسکتا ہے کہ اگر آتہم نے جلسہ ہی میں رجوع کرلیا تھا تو پہر وہ ہاویہ سے کیونکر بچا نہ رہا حالانکہ بقول مرزاجی وہ پندرہ مہینوں تک اوس رجوع پر ثابت قدم بھی رہا جیسا کہ آپ صفحہ ۶ کی مرقومہ بالا عبارت میں لکھہ چکے ہیں۔

ایک اور سوال

بہلا مرزا جی اگر آتھم نے جلسہ ہی میں ستر آدمیوں کے سامنے
دجال کہنے سے توبہ کی تھی اور یہی اس کا رجوع تھا اور اسی بنا پر پیشگوئی پوری ہوئی تھی تو پھر
آپ نے اوسیوقت اپنی سچائی اور سچائی کا ثبوت کیوں نہ دیا کیوں ناحق اوس
روز بد کا انتظار کیا جس کا واہمہ گذرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں جس کا مختصر نقشہ یہ تھا
غضب تھی تجھ پہ ستمگر چھٹی ستمبر کی ٭ نہ یکہی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی
اور کیوں ناحق طول طویل اشارات میں فضول جھگڑا بڑھایا اور قسم تک نوبت پہونچائی
کیوں نہ اونہی ستر مستر آدمیوں کو گواہی میں پیش کر دیا جن کے روبرو اوس نے رجوع
یا توبہ کی تھی بلکہ اوسوقت تو اس واقعہ کا ذکر تک نہ کیا۔ اور آج آٹھ نو سال بعد یہ منصوبہ گھڑ لیا۔
مرزا جی کی عیاری کی بھی کوئی حد ہے؟ پندرہ ماہ میں جب آتھم نہ مرا تو اس کو کبھی
تو رجوع بحق سے ملزم ٹھیرایا۔ اور کبھی ھاویہ میں پہونچایا۔ اور پیشگوئی سے بعد قریباً
آٹھ ماہ مرا تو بھی اپنی پیشگوئی کی تصدیق بتلاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔
"چونکہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور فوت ہو گئے ہیں"
"اسلئے ہم قرین مصلحت سمجھتے ہیں کہ پبلک کو وہ پیشینگوئیاں دوبارہ یاد دلادیں"
"جن میں لکھا تھا کہ آتھم صاحب اگر قسم نہیں کہائینگے تو اس انکار سے جو اُنکا اصل"
"مدعا ہے یعنی باقیماندہ عمر سے ایک کافی حصہ پانا یہ اونکو ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ بلکہ اُنکا"
"کے بعد جو اونکی بیباکی کی علامت ہے جلدی اس جہان سے اُٹھائے جائینگے چنانچہ"
"ایسا ہی ہوا۔" (انجام آتھم صفحہ ۱)
کیا ہی عجیب نئی منطق ہے کیا مرزا جی! آپنے کہیں جکار کا قول (لولا الحمقاء لبطلت الدنیا)
تو نہیں سن لیا کہ تمام جہان کے لوگوں کو اسی ذیل میں سمجھ بیٹھے ہیں۔ غضب کی بات ہے
کہ یہ کیا پیشینگوئی ہے کہ ایک شخص ہے عمر رسیدہ کی بابت جو پندرہ ماہ سے بمشکل بچا ہو اُسکی
نسبت ایسی بے تعیین پیشگوئی کی جاسکے کہ وہ جلد مر جاسے گا۔ کیوں نہ صحیح ہو جیسے کہ
دنوں ایک پنڈت جی نے مرزا جی کی طرح چند پیشگوئیاں مشتہر کی تہیں تو خیر اعلان کیا تھا
مرزا آپ کے زندہ دلی پر شعر سے [illegible] پنڈت جی [illegible]

جڑ دی تہیں جن میں سے ایک یہ تہیں کہ پنڈت جی روٹی کہائیں گے تو لقمہ سیدہا اونکے حلق سے اُتر کر معدے میں جا گریگا۔ صبح پائخانہ جائیں گے تو پائخانہ کے ساتھ ہی اونکا پیشاب بہی نکل جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ٹہیک اسیطرح مرزا جی کی یہ پیشگوئی ہے کہ عنقریب آتہم مرجائیگا۔ غالباً اگر آتہم کئی سال بہی زندہ رہتا تو مرزا جی اس پیشگوئی میں جہوٹے نہ ہوتے اور گمان غالب ہے کہ آیت اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَّنَرَاهُ قَرِيبًا پڑھ دیتے۔ ایسی پیشگوئی پر بحث کرتے ہوئے ہمیں حیا آتی ہے کہ ہم کیا کہیں جس شخص نے فاصنع ماشئت[۱] ہی پر عمل کرنے کا عزم بالجزم کر لیا ہو اور جسکا یہ قول ہو کہ "قاضی نے ہرائی ہیں ہار ہی" اوس سے ہم کیونکر پورے اُتر سکتے ہیں لیکن اتنی گذارش کرنے سے نہیں رُک سکتے کہ جس صورت میں قسم کہانے پر آتہم کو ایک سال تک مہلت دیجاتی تہی تو بغیر قسم کہائے ہی وہ سال کے اندر ہی کیوں مر گیا۔ اس سے تو صاف سمجہہ میں آتا ہے کہ قسم کہا کر بہی اگر ایک سال کے اندر مرتا تو قسم کا نتیجہ نہ ہوتا بلکہ یہ معلوم ہوتا کہ اوسکی موت کا یہی وقت تہا۔

تعجب ہے کہ حسب تحریر سراج منیر صفحہ ۱۲۔ اندر من مراد آبادی نے اپکی پیشگوئی سے اعراض کیا اور بعد اعراض ربقول آپکے) کچہہ عرصہ کے اندر فوت بہی ہو گیا اسکی نسبت آپنے یہ مشہور نہ کیا کہ میری پیشگوئی کے مطابق مرا لیکن آتہم کے ایسے گلے پڑے کہ قبر تک بہی اوسکو پہنچا گئے۔ کیا اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ بہی مد نظر تہی۔

جہاں تک ہم سے ہو سکا اس پیشگوئی کے متعلق ہم نے بہت ہی اختصار سے کام لیا ورنہ ستمبر ۱۸۹۳ء سے تو مرزا جی کا کوئی رسالہ یا اشتہار اس کے ذکر سے خالی نہیں لیکن شکر ہے کہ بجز چند مقامات کے جن میں پچہلی تحریر پہلی تحریر سے متعارض اور متضاد ہے۔ باقی کل رسائل اور اشتہارات قریب قریب ایک ہی مضمون سے پُر ہیں جو سلطان القلم کی سلطانیت پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے۔

---

[۱] یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکے پورے الفاظ یہ ہیں:۔ ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔

بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں	اللہ رے ایسے حُسن پہ یہ بے نیازیاں

اس پیشگوئی نے مرزاجی کو ایسا حیران کر رکھا ہے کہ بلا مبالغہ اونہیں کہتے کہتے
یہ تمیز بھی نہیں رہتی کہ میری آواز کدھر سے نکل رہی ہے آجتک باوجود کامل نو سال گذر
جانے کے وہ سخت حیرانی میں ہیں رسالہ ہذا کے طبع اول سے بعد کی تحریریں
پہلی تحریروں سے بھی زیادہ مزیدار ہیں آپ کشتی نوح کے صفحہ ٦ پر لکھتے ہیں کہ

”پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدے کے رو سے
جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا سو وہ (آتھم) ہم سے پہلے مرگیا۔ کیا ہی احمقوں کی آنکھوں میں
مٹی کا سرمہ ڈالا ہے مرزاجی کی اس بات کے ہم بھی قایل ہیں کہ الووں کی جیب کترنے
میں آپ کو کمال ہے۔ دیکھیے تو کس ہوشیاری اور صفائی سے لکھتے ہیں کہ
پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ جھوٹا پہلے مریگا۔ ناظرین ورق اوٹھا کر پیشگوئی کے الفاظ
بغور پڑھیں کہ اون میں کوئی بھی ایسا لفظ ہے جسکے یہ معنے یا اشارہ ہو کہ جھوٹا سچے
سے پہلے مریگا۔ بڑے مزے کی بات ہے کہ پیشگوئی کے متصل کی عبارت جس میں موت
کا لفظ ہے اوسکی تو یہ تاویل کی گئی کہ ہماری تشریح تھی اصل الہام کے الفاظ نہ تھے
اگر وہ غلط ہو گئی تو بلا سے ہمارا فہم غلط ہو تو ہو الہام غلط تو نہ ہوا بقول شخصے ”گھر کا
تمام اسباب جلا سو جلا چوہوں کا پنجرہ تو سلامت رہا“ مگر یہاں پر کس آب و تاب سے
فرما رہے ہیں کہ پیشگوئی میں یہ بیان (ناظرین بیان کے لفظ کو دیکھیے اور مرزاجی
کے ہاتھ کی صفائی کی داد دیجیے) تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مریگا گویا پندرہ مہینوں
کی کوئی تحدید ہی نہیں چہ خوش ؎

کیا وعدہ اونہیں کرکے مکرنا نہیں آتا	کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کرینگے

آخر اس بحث کے ہم اپنا خیال مرزاجی کی نسبت کچھ ظاہر نہیں کرتے بلکہ اونہی
کے فرمودہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ

”اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک“
”جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے بسزای“

"موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک قسم کی سزا اُٹھانے کو"
"تیار ہوں۔ مجھکو ذلیل کیا جاوے رو سیاہ کیا جائے۔"
"میرے گلے میں رسہ ڈالا جاوے۔ اور تمام شیطانوں اور"
"بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو (جنگ مقدس آخر)"
کہیئے مرزا جی! ہم آپکے کیسے پکے معتقد ہیں کہ جن لفظوں میں آپنے ہمکو ایمان سکھایا ہے ہم اوسپر ایسے جمے ہیں کہ بس بس۔ کیا کوئی آپکے مصنوعی مریدوں میں ہے جو ہمارا مقابلہ کرے۔ یاد رکھو۔

گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رُخ زیبا لیکر	مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں

دوسری پیشگوئی

پنڈت لیکھرام کے حق میں

اس پیشگوئی کے متعلق اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء مندرجہ ذیل ہے:-

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو اونکی قضاء قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شایع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شایع کر دو میری طرف سے اجازت ہے سو اوسکی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلشانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا عجل جسد له خوار۔ له نصب و عذاب یعنی یہ صرف ایک بیجان گوسالہ ہے جسکے اندر سے مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اسکے

لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اوسکو مل رہیگا اور اوسکے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنیکے لئے توجہ کیگئی تو خداوند کریم نے مجھپر ظاہر کیا کہ آجکی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا سو اب میں اس پیشگوئی کو شایع کرکے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اوسکی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے طیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈالکر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھکر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔" (سراج منیر صفحہ ۱۲)۔

اس اشتہار میں صاف مرقوم ہے کہ پنڈت لیکھرام پر کوئی خرق عادت عذاب نازل ہوگا جن الفاظ پر ہم نے خط کھینچدیا ہے ناظرین ملاحظہ فرمالیں کہ ان میں کوئی لفظ بھی ایسا ہے کہ اوس سے یہ مفہوم ہو سکے کہ لیکھرام کے مرنے کی پیشگوئی ہے بلکہ خارق عادت عذاب کی ہے جو زندگی کو مستلزم ہے موت۔ اور خصوصاً ایسی موت کو جیسی پنڈت لیکھرام پر آئی ہیبت ناک عذاب کہنا مرزاجی کا ہی کام ہے۔ پس اس اشتہار کے مطابق تو فیصلہ بالکل آسان ہے کہ پنڈت لیکھرام بموجب تحریر مرزاجی کسی خارق عادات عذاب میں مبتلا نہیں ہوا بلکہ ایک چھرے سے مرا ہے۔ ایسی وارداتیں عموماً ہوتی ہیں یہ نہ تو کوئی ہیبتناک عذاب ہے اور نہ ہی خرق عادت موت۔ ہاں مرزاجی نے رسالہ کرامات الصادقین میں ایک الہام لیکھرام کی موت کا بھی درج کیا ہوا ہے جسکے مختصر الفاظ یہ ہیں:۔

فبشرنی ربی بموتہ فی ست سنۃ یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہوجائے گا" (چنانچہ وہ چھری سے مارا گیا)۔

اسکا جواب آپکے قاعدہ پر تو بالکل سہل ہے کہ اصل الہام میں جو لیکھرام کی بابت شایع ہوا ہے موت کا لفظ نہیں بلکہ صرف خرق عادت عذاب کا ذکر ہے۔ اگر کہیں کہ الہام بھی تو میرا ہی ہے پھر یہ کیا انصاف ہے کہ میرے ایک الہام کو دوسرے الہام کی تفسیر یا توضیح نہ بنایا جاوے تو اسکا جواب یہ ہے کہ آپ ہی نے سکھایا ہے۔ کیا آتھم کے حق میں بعد اظہار اصل الہام آپنے اپنی لفظوں میں تشریح نہ کی تھی جسکو ہم نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر اسی کتاب کرامات الصادقین کی عبارت نقل کی ہے جس میں یہی لفظ ہیں فلبشرنی ربی بعد دعوتی بموتہ پس جس اصول سے آپنے اصل الہام کے بعد کی تشریح کو آتھم کے متعلق داخل الہام نہیں بتایا حالانکہ خدا کے کلام سے کہی تھی اوسی اصول سے ہم آپکی

لہ لیکھرام نے کہیں مرزاجی کو "مجیب الدعوات" لکھدیا تھا تو مرزاجی نے رسالہ استفتا کے صفحہ ۴ پر اوسکی وہ خبر لی کہ اوسکے حق سے بھی زیادہ مگر تعجب ہے کہ آپ ایسے مدعی الہام اور فصاحت وبلاغت کے سحبان ہوکر ایسی غلطی کریں پھر کس عبارت میں؟ جو خدا تعالیٰ کیطرف سے الہام ہوئی ہو جس غلطی کو "نحومیر" پڑھا ہوا طالب علم بھی بخوبی سمجھ سکے یعنی ستہ سنۃ ہم اس غلطی کی وضاحت نہیں کرتے۔ مرزاجی اور اونکے حواریوں کو شبہہ ہو تو حکیم نورالدین یا اپنے فاضل امروہی سے پوچھیں۔ یا اگر ہمارے کسی شاگرد سے استفادہ کریں۔

کاش ایک ہی مقام پر یہ عبارت اس طرح ہوتی۔ جہاں کہیں یہ عبارت منقول ہے اسی طرح مذکور ہے۔ شاید مرزاجی یہ عذر کریں کہ میرا کیا قصور ہے خدا نے ایسا ہی کہا وہ جس طرح چاہے کلام کرے وھو علی کل شیء قدیر اگر یہ کہیں تو ہمارا بھی اسپر صاد ہے

ع میرے خیال میں یہ لفظ یوں چاہئے تھا۔ فی ست سنین کیونکہ تین سے دس تک تمیز جمع مجرور ہوتی ہے جیسے قرآن شریف میں ہے تزرعون سبع سنین دابا۔

نیاز مند۔ علم الدین کاتب ادنی تلمیذ مولانا مصنف ۱۲

اِس تشریح کو داخل الہام نہ سمجھیں گے اور یقین کرینگے کہ موت صرف آپ کا منصوبہ ہے داخل الہام نہیں۔ بتلائیے اسکی کوئی وجہ ہو کہ آپ اپنے ہی مقرر کردہ اصول سے کیوں منحرف ہوں پس نتیجہ صاف ہے کہ لیکھرام کے حق میں جو خرق عادت عذاب کا الہام تہا وہ غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ وہ مرگیا عذاب میں نہیں ہیں۔

اور اگر ہم ہی اس عبارت مندرجہ کرامات الصادقین کو اونہی معنی میں سمجھیں جن میں مرزاجی اسکو لے رہے ہیں تو کچھ شک نہیں کہ یہ موت جو چھ سال کے اندر ہونے والی تہی اُسی خرق عادت اور رعب دار اور ہیبتناک عذاب سے ہونی چاہیے تھی۔ کیونکہ پہلے اشتہار میں یہ قید لگائی گئی ہے جو کسی طرح منسوخ نہیں ہوسکتی۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ لیکھرام ایک ایسی موت سے مرا ہے جس سے عموماً لوگ مرتے ہیں اور اونکی موت کو کوئی خرق عادت نہیں جانا جاتا۔ اور تو اور ایک زمانہ کالے پانی میں وائسرائے ہند اسی چُھری کے شکار ہوئے تہے۔ تھوڑے روز ہوئے شہر لاہور کے انارکلی بازار میں ایک اندہی سے فقیر نے ایک سکنڈ میں ایک انگریز کا چُھری سے خون کردیا چند ایام کا عرصہ ہوا ہے کہ ہمارے بازار میں لوگوں کے چلتے ہوئے ایک ہندو نوجوان لڑکے کا اوسکے کسی حریف نے چُھری سے کام تمام کردیا۔ پھر لطف یہ کہ ہاتھ بہی نہ آیا۔ پنڈی اور پشاور میں تو آئے دن ایسی وارداتیں دن دہاڑے ہوتی ہیں۔ غرض اسی قسم کے واقعات سینکڑوں نہیں ہزاروں لاکھوں پولیس کی رپوٹوں سے مل سکتے ہیں۔ مگر لطف یہ ہے کہ ایسی موتوں کو کوئی بہی خرق عادت نہیں کہتا۔

مرزائیو اخرق عادت کے یہی معنے ہیں کہ اُس قسم کے واقعات ہر روز ہوتے ہوں اگر یہی معنی ہیں تو ہم مانتے ہیں کہ تمہارا پیر مچھ تیرنے اور لوہا ڈوبنے میں کامل ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

مرزاجی نے اِس پیشگوئی کے متعلق ایک اَور کمال کیا ہے جس سے ہمیں ایک بزرگ کے[1]

[1] مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہا کرتے ہیں کہ مرزا کو خدا پر بہی ایمان نہیں۔ کیونکہ جس شخص کو خدا پر بہی ایمان ہو وہ ایسی جرأت سے جہوٹ نہیں بول سکتا۔ ۵ ۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بہی امرتسر میں مولوی صاحب موصوف سے میں نے یہی مضمون سنا۔ اِسی کلام کی طرف اشارہ ہے

کلام کی تصدیق ہوتی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزاجی قرآن شریف کے معانی اور مطالب ہی کو نہیں بلکہ کتب سابقہ کو بھی اپنی من گھڑت تاویلوں کی تابع کرنا چاہتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں

"یہ الہام کہ عجل جسد لہ خوار ۔ لہ نصب وعذاب یعنی لیکھرام گوسالہ سامری"
"ہے۔ اور اوسی گوسالہ کیطرح اوسکو عذاب ہوگا یہ نہایت پر معنی الہام ہے جو گوسالہ سامری"
"کی مشابہت کے پیرایہ میں نہایت اعلیٰ اسرار غیب کے بیان کر رہا ہے منجملہ اون کے ایک یہ ہے"
"کہ گوسالہ سامری یہودیوں کی عید کے دن میں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا جیسا کہ توریت"
"خروج باب ۳۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے:۔ ہارون نے یہ کہکر منادی"
"کی کہ کل خداوند کی عید ہے۔ سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب یعنی ۶ مارچ ۱۸۹۷ء"
"کو لیکھرام قتل ہوا۔"

اس بیان میں مرزاجی نے یہ چالاکی کی ہے کہ توریت کے حوالہ سے ثابت کرنا چاہا بلکہ اپنے خیال میں کر ہی دیا ہے کہ گوسالہ سامری عید یہود کے روز مارا گیا مگر جب ہم مرزاجی کے بتلائے ہوئے مقام کو دیکھتے ہیں تو وہاں اسکا ذکر بھی نہیں پاتے بلکہ جس عید کو آپنے گوسالہ سامری کے ذبح ہونیکا دن لکھا ہے وہ دن اوسکی پرستش اور سوختنی قربانیوں کے چڑھاوے کا تھا اوس سے بعد حضرت موسیٰ کو جو ابھی پہاڑ ہی پر تھے خداتعالیٰ کے بتلانے سے خبر ہوئی تو وہ آئے اونکے واپس آنے میں بھی کئی روز لگ گئے چنانچہ مقام مذکور کی کسیقدر عبارت ہم نقل کر کے باقی کیلئے ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خود ہی مقام مذکور یعنی خروج ۳۲ باب کی ۴۔ آیت سے اخیر تک پڑھیں۔ وہ یہ ہے۔

"اور اوس نے اون کے ہاتھوں سے لیا اور ایک بچھڑا ڈھال کر اوس کی صورت"
"حکاکی ہتھیار سے درست کی اور اونہوں نے کہا کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود"
"ہے جو تمہیں مصر کے ملک سے نکال لایا اور جب ہارون نے یہ دیکھا تو اس کے"
"آگے قربانگاہ بنائی اور ہارون نے یہ کہکر منادی کی کہ کل خداوند کے لئے عید ہے"
"اور وے صبح کو اوٹھے اور سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور سلامتی کی قربانیاں"

لہ ناظرین اپنی عبارت مسیح صاحب نے غت ربود کر کے نقل کی ہے۔ بغور دیکھئے منہ

"" گذرا نہیں اور لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اوٹھے۔ تب خداوند نے ""
"" موسیٰ کو کہا کہ اُتر جا کیونکہ تیرے لوگ جنہیں تو مصر سے چھڑا لایا خراب ہو گئے ""
"" ہیں وہ اوس راہ سے جو میں نے اونہیں فرمائی جلد پھر گئے ہیں اونہوں نے اپنے ""
"" لیے ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا اور اوسے پوجا اور اوس کے لیے قربانی ذبح کر کے کہا ""
"" کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں مصر کے ملک سے چھڑا لایا۔ پھر خداوند ""
"" نے موسیٰ سے کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ ایک گردنکش قوم ہے ""
(خروج ۳۲ باب کی ۴ سے ۹ تک)۔

یہ عبارت اپنا مطلب بتلانے میں صاف ہے مگر نہیں معلوم مرزاجی کا قرآن شریف پر تو کوئی حق شفعہ بھی تھا بائبل پر کیا ہے؟ نہیں نہیں میں نے غلط کہا آخر مسیح نے بھی تو آپکی خبر بتلائی ہے[1]؟ مرزاجی کے منفرو! اس علم اور سمجھ و دیانت پر بھی اونکو مجدد اور حکم مانتے ہو ام تامرہم احلامہم بھذا ام انتم قوم طاغون۔ ہاں اگر ہم اس فقرہ عجل جسد لہ خوار کو آپکی تکذیب پر گواہ بنانا چاہیں تو بنا سکتے ہیں کیونکہ باعتبار صحیح مفہوم اور عرف عام اہل اسلام اس سے سمجھا جاتا ہے کہ لیکھرام بقرہ عید کے دنوں میں قتل ہوگا مگر وہ ہوا تو عید الفطر کے دنوں جو گائے اور گوسالہ کے ذبح ہونے کے دن نہیں۔ نہیں مرزاجی! ہاتھ لا اوستاد کیوں کیسی کہی۔

مرزاجی نے اس پیشگوئی کے متعلق کئی ایک الہام ایسے بتلائے جنکا پہلے سے علم ہی نہ تھا ہمکو تو کیا ہی ہوتا خود مرزاجی کو بھی نہ ہوگا جنکی تمثیل بالکل اوس بے ایمان عطار کی سی ہے جو ایام بیماری میں ایک ہی بوتل سے ہر ایک قسم کے شربت دیدیا کرتا ہے گو چند شربتوں کو وہ پہلے سے ذہن میں سوچ لیتا ہوگا کہ یہ شربت اس بوتل سے نکالونگا مگر بعض خریدار ایسے شربتوں کے بھی آجاتے ہیں جو اوسکے ذہن میں اوسوقت نہ ہوتے ہونگے لیکن وہ عیار اوسی بوتل سے سب کو نباہ دیتا ہے یہی حال مرزاجی کی پیشگوئیوں

[1] دیکھو انجیل متی ۲۴ باب ۱۱ آیت اس مقام کو مرزاجی اپنے حق میں مان چکے ہیں دیکھو (کشتی نوح، صفحہ ۔ مگر ناظرین مقام مذکور ملاحظہ کر کے فیصلہ کریں کہ ہماری مراد صحیح ہے یا مرزاجی کی۔

کاسے آپ فرماتے ہیں -

"اگرچہ خداتعالےٰ کی کلام کے بارےیک بھید جاننے والے گوسالہ سامری کا نام"
"رکھنے سے اور پھر اس عذاب کا ذکر کرنے سے سمجھ سکتے تھے کہ ضرور ہے کہ لیکھرام"
"کی موت بھی اپنے دن کے لحاظ سے گوسالہ سامری کی تباہی کے دن سے مشابہ"
"ہوگی مگر پھر خداتعالےٰ نے اپنے الہام میں اس اجمال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صریح"
"لفظوں میں فرمادیا کہ ستعرف یوم العید والعید اقرب یعنی لیکھرام کا واقعہ"
"قتل ایسے دن میں ہوگا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہوگا اور یہ پیشگوئی کہ عید کے"
"دن کے قریب لیکھرام کی موت ہوگی - الخ" استفتا صلا

مرزاجی کے لنگر کی روٹیاں کھانیوالے یا اونکے بیعلم کج فہم مرید تو کاہیکو پہنچینگے جو فوٹوگراف کیطرف سُنی سنائی عبارت کو تمام و کمال پہنچانا ہی فرض جانتے ہیں اور اوس میں سوال کرنا - دہر کہ شک آرد کافر گردد" کے برابر سمجھتے ہیں مگر ہمنے تو یاتی لکم بمالم تسمعوا انتم ولا اباءکم کی حدیث سُنی ہوئی ہے اسلئے جبتک بفضلہ تعالےٰ ہم مرزاجی کی پوتل کے تمام شربتوں کا پتہ اور ماہیت اور اجزا معلوم نہ کرلیں ہمیں کیونکر چین ہو - یہ مصرع جس قصیدہ کا ہے وہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۴۵ پر مرقوم ہے جس میں لیکھرام کا کہیں نام و نشان نہیں بلکہ اوسکے لکھتے وقت مرزاجی کو بھی اسکا خواب و خیال نہوگا ہم ناظرین کی تسلی اور مرزاجی کی پوتل کی پڑتال کرنیکو اوس قصیدہ میں سے چند اشعار نقل کرتے ہیں جن سے اس مصرعہ کے معنے اور سیاق و سباق معلوم ہو جاینگے -

الا ایھا الواشی الام تکذب	وتکفر من ھو مؤمن وتؤنب
والیت ان مسلم ثم تکفر	فاین الحیا انت امرء او عقرب
الا اننی بر وانت مذھب	الا اننی اسد وانک ثعلب

صلہ یہ ایک حدیث کیطرف اشارہ ہے جس میں ذکر ہے کہ اخیر زمانہ میں کذاب لوگ پیدا ہونگے وہ ایسے مسایل تم کو سنائینگے جو نہ تمنے اور نہ تمہارے سلف نے سُنے ہونگے -

الا اننی فی کل حرب غالب ‏ ‏ فکدنی بما زورت فالحق یغلب

وبشرنی ربی وقال مبشرًا ‏ ‏ ستعرف یوم العید والعید اقرب

ونعمنی ربی فکیف ارددہ ‏ ‏ وھذا عطاء اللہ والخلق یعجب

وسوف تری ان صادق غیر کاذب ‏ ‏ ولست بفضل اللہ ما انت تحسب

اشعار مذکورہ صاف بتلا رہے ہیں کہ یہ کلام کسی ایسے شخص کے جواب یا خطاب میں ہے جو مرزاجی کا مکفر ہے یعنی خود مسلمان ہے اور مرزا کو کافر کہتا ہے اوسکو مرزاجی ڈانٹ بتلاتے ہیں کہ "تو بیحیا ہے بچھو ہے میں نیک ہوں تو ملمع ساز ہے میں شیر ہوں تو لومڑی ہے۔ میں ہر ایک لڑائی میں غالب ہوں مجھے خدا نے بشارت دی اور کہا ہے کہ تو عید کو پہچانیگا اور عید قریب ہے۔ میرے خدا نے مجھے نعمتیں دی ہیں۔ لوگ تعجب کرتے ہیں تو دیکھ لیگا کہ میں سچا ہوں اور جیسا تیرا گمان ہے ویسا نہیں ہوں"۔ اس سے آگے ترتیب کر کے صاف اور صریح لکھتے ہیں۔

وقاسمتھم ان الفتاوی صحیحۃ[1] ‏ ‏ وعلیک وزر الکذب ان کنت تکذب

وھل لک من علم ونص محکم[2] ‏ ‏ علی کفرنا او تخرصن وتتعب

صاف بات ہے کہ اس قصیدہ میں نہ لیکھرام کا ذکر ہے نہ آتھم کا بلکہ صریح خطاب علمائے مکفرین میں ہے ہاں اگر علماء سے مکفرین تمام کے تمام یا کم سے کم اونکے سرگروہ (دام اظلالھم) ہی عید دن شہادت پاتے تو بھی مرزاجی کو کچھ کہنے کی گنجائش ہوتی مگر یہاں تو اوتنی ہی نہیں خدا کے فضل سے سرگروہ مکفرین شمس العلماء مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب دام فیضہ آج دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء تک ایک سو دس برس کی عمر میں سلامت با کرامت موجود ہیں اور مرزاجی کو پورے اسی برس کا بھی یقینی الہام نہیں۔

ناظرین! یہ ہے مرزاجی کی عطاری کی بوتل جس میں سے الہامی شربت جس تاثیر اور جس مرض کا چاہتے ہیں نکال دیتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ جہان احمقوں سے خالی نہیں

---

[1] تو نے اول لوگوں سے قسم کہا کر بتلا کہ یہ فتوے (جو مرزاجی پر لگائے گئے ہیں) صحیح ہیں اگر تو جھوٹا ہے تو جھوٹا ہے تو جھوٹ کا وبال تجھ پر۔ [2] کیا تیری پاس قطعی علم یا مضبوط نص ہمارے کفر پر ہے یا تو محض اٹکل اور تکلف کرتا ہے [3] آہ آج اس لفظ کی بجائے ہم رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔ اناللہ

[3] جنوری سنہ ۱۹۰۱ کو

اس پیشگوئی پر دونوں طرح سے وہ جرح بہی ہو سکتی ہے جو آتھم والی پیشگوئی پر کیگیی ہے یعنی یہ کہ اس پیشگوئی کے لوازم نہیں پائے گئے جنکو آپ نے اسی پیشگوئی کیلئے سراج منیر ہیں تسلیم کیا ہوا ہے کہ اگر پیشگوئی فی الواقع ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود بخود دلوں کو اپنی طرف کہینچ لیتی ہے الخ پس اگر یہ پیشگوئی ہیبت اور عظیم الشان نشان کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی ہوتی تو اپنا اثر بہی ساتھ رکھتی دوم یہ کہ انبیاء کی پیشگوئیوں کی طرح اسکا بہی ظہور قطعی و یقینی نہیں ہوا کہ کسی مخالف و موافق کو شبہہ نہ رہتا بلکہ اسکے کذب پر بعض لوگ قسم کہانیکو طیار تھے جنکے جواب آپنے آجتک نہیں دیئے

تیسری پیشگوئی

مرزا احمد بیگ اور اوسکے داماد کی موت اور آسمانی منکوحہ کے نکاح کے متعلق

اس پیشگوئی کو مرزاجی نے خاص مسلمانوں کے حق میں بتلایا ہوا ہے اسلئے ہمارا بہی حق ہے کہ ہم بہی جی کہول کر سیر کریں اور تحقیق کرکے بال کی کہال اوتاریں۔ گو اور پیشگوئیوں میں بہی مرزاجی زور لگایا کرتے ہیں مگر اس پیشگوئی کے متعلق جو کچہ مرزاجی نے مساعی جمیلہ خرچ کئے ہیں اونکا ذکر کرنا غالباً ناشکری ہوگی اسلئے پہلے ہم اس پیشگوئی کا اشتہار نقل کرتے ہیں زاں بعد مرزاجی کی مساعی جمیلہ بتلاویں گے۔ ھوھذا

ایک پیشگوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا	قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جہوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا	کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

"اب یہ جاننا چاہیئے کہ جس خط کو ۱۰ اری ۱۸۸۸ء کے نور افشاں میں فریق مخالف نے"

" چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سرگروہ، اور قریبی "
" رشتہ دار مکتوب الیہ کے جنکی حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کیگئی تھی نشان آسمانی "
" کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف رکہتے تھے اور اب بھی رکہتے ہیں۔ چنانچہ اگست "
" ۱۸۸۵ء میں جو چشمہ نور امرتسر میں انکی طرف سے اشتہار چھپا تہا یہ درخواست انکی "
" اس اشتہار میں مندرج ہے انکو نہ محض مجہہ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے "
" اور والد اس دختر کا بباعث شدت تعلق قرابت اون لوگوں کی رضاجوئی میں محو اور "
" اونکے نقش قدم پر بدل و جان فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہیں "
" کا فرمانبردار ہو رہا ہے اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ "
" بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور ہر باب میں اوسکے مدار المہام اور بطور نفس ناطقہ کے "
" اوسکے لئے ہو رہے ہیں تب ہی تو نقارہ بجا کر اوسکی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت "
" دیدی یہانتک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بہر دیا۔ آفریں بریں عقل و "
" دانش۔ ماموں ہونیکا خوب ہی حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ غرض یہ لوگ "
" جو مجہکو میرے دعوے الہام میں مکار اور دروغگو خیال کرتے ہیں اور اسلام اور قرآن "
" پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے اور مجہہ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس "
" وجہ سے کئی دفعہ اونکے لئے دعا بھی کیگئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب "
" قائم کی کہ والد اوس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا تفصیل اوسکی یہ ہے "
" کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بہائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تہی غلام حسین "
" عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے اوسکی زمین جسکا حق ہمیں پہنچتا "
" ہے نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تہی۔ اب حال "
" کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے نامبردہ یعنی ہمارے خط کے "
" مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچہزار رؔ "
" کی قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں چنانچہ اونکی ہمشیرہ "
" کیطرف سے یہ ہبہ نامہ لکہا گیا تہا چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضامندی کے بیکار تہا "

اسلئے مکتوب الیہ نے نہایت عجز و انکسار سے ہماری طرف رجوع کیا تاہم اوس ہبہ پر راضی
ہو کر اُس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال
آیا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الٰہی میں استخارہ
کر لینا چاہیئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے
استخارہ کیا گیا وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا
تھا جس کو خدا تعالےٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اوس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلان کے نکاح
کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور اونکو کہدے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط سے
کیا جاویگا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا
اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء
میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا
اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک
اور ایسا ہی والد اوس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا اور اونکے گھر پر تفرقہ اور
تنگی اور مصیبت پڑیگی اور درمیانی زمانہ میں بھی اوس دختر کے لئے کئی کراہت
اور غم کے امر پیش آئینگے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ
خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جسکی نسبت درخواست
کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنیکے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاویگا اور بیدینوں
کو مسلمان بنادیگا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاویگا چنانچہ عربی الہام اس بارہ
میں یہ ہے۔ کذبوا بآیاتنا وکانوا بہا یستہزءون ٥ فسیکفیکہم اللہ و
یردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید۔ انت
معی وانا معک۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا۔ یعنی اونہوں نے ہمارے

٥ کیا ہی عجیب موقع تھا۔ بیل کو کنوئیں میں غمی نہ کرینگے تو کہاں کرینگے۔

"نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے"
"تدارک کے لیئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہو گا اور انجام کار اوسکی اس"
"لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائیگا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ"
"قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں"
"اور عنقریب وہ مقام تجھے ملیگا جس میں تیری تعریف کیجاویگی یعنی گو اول میں احمق اور نادان"
"لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں"
"لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہونگے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں"
"طرف سے تعریف ہو گی۔ راقم تک تو جیسی ہوئی ہے نمایاں ہے"
"خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء"

یہ اشتہار اپنے مضمون بتلانے میں بالکل واضح ولائح ہے کسی مزید توضیح یا تشریح کی حاجت نہیں رکھتا صاف بتلا رہا ہے کہ تاریخ نکاح سے تین سال تک دونوں (احمد بیگ اور اوسکا داماد) فوت ہو جائیں گے البتہ تاریخ معلوم کرنے کے لیئے کہ نکاح کب ہوا اور کب تک ان دونوں کی موت کی تاریخ ہے مرزاجی کی دوسری ایک تحریر سے شہادت لینے کی ضرورت ہے۔ شہادت القرآن میں مرزاجی خود ہی اوسکی میعاد بتلاتے ہیں کہ ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سوس قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی تھی (مفصل عبارت بصفحہ ۸ کتاب ہذا دیکھو) پس بموجب اقرار مرزاجی ۲۱ اگست ۱۸۹۴ء کو مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ کو دنیا پر رہنے کی اجازت نہ تھی مگر افسوس کہ وہ مرزا کے سینہ پر مونگ دلتا ہوا آج یکم جنوری ۱۹۰۳ء تک زندہ ہے مگر مرزاجی کیا ایسے نرم اور گم گو تھے کہ خاموش ہو جاتے انہوں نے بڑے بڑے امور مشکلہ کو نہایت آسانی سے حل کر دیا تھا تو اس پیشگوئی کا پورا کر لینا تو اونکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے آپ فرماتے ہیں۔

"اس پیشگوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اوسکے داماد کی نسبت"
"اور پیشگوئی کے بعض الہامات میں جو پہلے سے شایع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ"
"اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈالدیجائیگی سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط کے"

" فایدہ اُٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اسوقت اسکی بدقسمتی سے اوسنے اور اوسکے تمام "
" عزیزوں نے پیشگوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کردی "
" اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیشگوئی کے وقت نے اپنا منہہ دکھلادیا اور "
" احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دو دن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رخصت "
" ہوگیا۔ تب تو انکی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور "
" نماز روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور مارے ڈر کے اونکے کلیجے کانپ اُٹھے پس ضرور "
" تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت "
" احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی "
" بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجود کے موافق پوری ہوگئی اور دوسرے پہلو کی انتظار "
" ہے (سراج منیر حاشیہ صفحہ ۳۰) "

مرزاجی کا عذر یہی کہ فلاں شخص دل میں توبہ کر گیا نماز روزہ کا پابند ہوگیا اوس کا بیان عطار کی بوتل سے کم نہیں جسکا ذکر ہمنے اوپر کیا ہے تعجب ہے کہ مرزاجی کے مقرب علم کے مدعی ایسی واہیات تاویلوں کو مان لیتے ہیں بلکہ نہ ماننے والوں پر غراتے ہیں: ناظرین بغور اشتہار مذکور کو دیکھ سکتے ہیں خصوصاً فقرہ زیر خط کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ اس کلام سے اصل غرض کیا ہے یہ مجیب رب ادبی معاف، مجکو سلاہے کہ "تو مان نہ مان میں تیرا مہمان" مخالف اوسی طرح اپنی مخالفت پر جا ہوا ہے ذات شریف پر تبرے اور سلواتیں سناتا ہے ہاں بوجہ مسلمان ہونے کے نماز بھی پڑھتا ہوگا تو اوسکا نام خوف زدہ رکھا جاتا ہے۔ ہم آتھم کے متعلق بصفحہ ۱۵ کتاب ہذا ایک حدیث کی شہادت سے ثابت کر آئے ہیں کہ اگر آپکی پیشگوئی سے وہ ڈرتا تو بھی وہ رجوع مستلزم تاخیر عذاب نہ ہوتا چہ جائیکہ وہ مخالفت پر ویسا ہی تلا بیٹھا ہے جیسا اوس وقت تھا بلکہ اوس سے بھی زیادہ۔ اس پیشگوئی کے متعلق جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں مرزاجی کے مساعی جمیلہ خاص قابل ذکر ہیں اس ضمن میں اونکے وہ خطوط ہم نقل کرتے ہیں۔ جو اونہوں نے اپنے رشتہ داروں کو اس نکاح کے متعلق بھیجے تھے۔

پہلا خط یہ ہے

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالے

" السلام علیکم و رحمتہ اللہ۔ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ مجھکو آپ سے کسیطرح سے فرق "
" نہ تہا اور میں آپکو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قایم سمجھتا ہوں لیکن "
" اب جو آپکو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گذریگا مگر میں محض للہ اون لوگوں "
" سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے "
" آپکو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں اون لوگوں کے ساتہہ کسقدر "
" میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب مینے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو "
" اوس لڑکی کا نکاح ہونیوالا ہے اور آپکے گہر کے لوگ اس مشورہ میں ساتہہ ہیں آپ "
" سمجھہ سکتے ہیں کہ اِس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا دین اسلام "
" کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا "
" چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھہ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے "
" میری نسبت اون لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہی کہ اسکو خوار کیا جاوے۔ ذلیل کیا جائے "
" روسیاہ کیا جاوے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھکو بچا لینا اللہ "
" تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اوسکا ہونگا تو ضرور مجھے بچا لیگا۔ اگر آپکے گہر کے لوگ سخت مقابلہ "
" کر کے اپنے بہائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھہ سکتا کیا میں چوہڑا یا چمار تہا جو مجھکو لڑکی دینا "
" عار یا ننگ تہی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملا رہے اور اپنے بہائی کے لئے "
" مجھے چہوڑ دیا۔ اور اب اوس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے یوں تو "
" مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض۔ کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جنکو میں خویش سمجھتا تہا "
" اور جنکی لڑکی کے لئے چاہتا تہا کہ اوسکی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو وہی میرے "
" خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اوسکا روسیاہ "
" ہو خدا بے نیاز ہے جسکو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے "
" ہیں۔ مینے خط لکہے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو مگر کسی نے جواب "

ل اس سے مراد مفہوم۔ کیونکہ نکاح پر آپکی خواری مرتب تہی جو ہو چکی۔

،، رہ نہ دیا۔ بلکہ مینے سنا ہے کہ آپکی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف ،،
،، عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بیشک وہ طلاق دیدیوے ہم ،،
،، راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی ،،
،، نہیں کرینگے یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر مینے رجسٹری کرا کر آپکی بیوی صاحب کے ،،
،، نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا ہے ،،
،، جو چاہے کرے۔ ہم اوسکے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے ،،
،، مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہونچی ہیں۔ ،،
،، بیشک میں ناچیز ہوں۔ ذلیل ہوں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالے کے ہاتھ میں میری ،،
،، عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے ،،
،، تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا مینے اونکی خدمت میں خط لکھدیا ہے کہ اگر آپ ،،
،، اپنے ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ ،،
،، آپکی خود منشاء ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا ،،
،، بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپکی لڑکی ،،
،، کو طلاق دیدیگا۔ اگر نہیں دیگا تو میں اوسکو عاق اور لاوارث کردونگا۔ اور اگر میرے لئے ،،
،، احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اوسکا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ،،
،، ہوں اور فضل احمد کو جو اب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپکی ،،
،، لڑکی کی آبادی کیلئے کوشش کرونگا اور میرا مال اونکا مال ہوگا۔ لہذا آپکو بھی لکھتا ہوں کہ ،،
،، کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں ،،
،، اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کردیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیویں ورنہ مجھے ،،
،، خدا تعالے کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دونگا۔ اگر فضل احمد ،،
،، میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اوسی حالت میں آپکی لڑکی کو گھر میں رکھیگا۔ اور جب آپکی ،،
،، بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ ،،
،، گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک ،،

"درست ہیں۔ واللہ اعلم"

"راقم خاکسار غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج - ۴ مئی ۱۸۹۱ء"

دوسرا خط یہ ہے

"والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھکو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونیوالا ہے اور میں خدا تعالے کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہیں رہیگا اسلئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جسطرح تم سمجھا سکتے ہو اوسکو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھدیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاقنامہ لکھکر بھیجدے اور اگر فضل احمد طلاقنامہ لکھنے میں عذر کرے تو اوسکو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اوسکو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اوسکو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اوسکی طرف سے طلاقنامہ لکھا آجائیگا جسکا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے ساتھہ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اوسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اسطرح پر لکھنے سے اوسطرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اسطرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائیگی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنیکے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں نے الفور اوسکو عاق کر دونگا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اسوقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپکے لئے بہتر ہوگا مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کیلئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی مجھے قسم ہے اللہ تعالے کی کہ میں ایسا ہی کرونگا اور خدا تعالے میرے ساتھ ہے جسدن نکاح ہوگا اوس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہیگا"

"راقم مرزا غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء"

تیسرا خط مرزا جی نے اپنی بہو کو لکھا کر بھیجا جو یہ ہے:۔

" از طرف عزت بی بی بطرف والدہ۔

" اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق "

" نہیں کرتے اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر "

" طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے "

" لیجاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

اس خط پر مرزا صاحب کیطرف سے یہ ریمارک ہے جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے کہ اگر نکاح مرک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کیلئے کوئی قادیان سے آدمی بھیجدو تاکہ اوسکو لیجائے نقط

چوتھا خط یہ ہے

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالے

" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہایلہ محمود فرزند آن مکرم کی خبر "

" سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اسکے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ "

" سکتا تھا اسلئے عزا پرسی سے مجبور رہا صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ "

" ہے کہ شاید اسکے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو "

" سخت مصیبت ہوتی ہے خداوند تعالے آپکو صبر بخشے اور اوسکا بدل صاحب عمر عطا کرے "

" اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی "

" بات اوسکے آگے انہونی نہیں۔ آپکے دلمیں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن "

" خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپکے لئے خیر "

" و برکت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں "

" تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھکو ہے آپ پر ظاہر "

" ہو جائے مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان "

" خدائے تعالے کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اوسکی نسبت فے الفور دل صاف کر لیتا "

" ہے سو مجھے خدا تعالے قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے "

ملے پیچ سے گوں پہنا ہے جوں بہانویں لگے ہوں۔ (پنجابی مثل ہے)

" خدا تعالے کیطرف سے الہام ہوا تھا کہ آپکی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا "
" اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالے کی تنبیہیں وارد ہونگی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ "
" آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اسلئے مینے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری "
" جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر "
" نہ کرتا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ "
" سے آپ انحراف نہ فرماویں کہ یہ آپکی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا "
" اور خدا تعالے ان برکتوں کا دروازہ کھولدیگا جو آپکے خیال میں نہیں۔ کوئی غم "
" اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اوسکا حکم ہے جسکے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کُنجی "
" ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشینگوئی "
" اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ "
" سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشینگوئی پر اطلاع رکھتا ہے[1] اور ایک جہان کی اسکی "
" طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں "
" کہ یہ پیشینگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالے انکو رسوا کریگا اور "
" اپنے دین کی مدد کرے گا۔ مینے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز "
" کے بعد اس پیشینگوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ اونکی ہمدردی "
" اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ "
" پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالے کے اون الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے "
" ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشینگوئی کے پورا ہونے "
" کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالے کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خدا تعالے سے "
" کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا "
" خدا تعالی آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپکے دل میں وہ بات "
" ڈالے جسکا اوسنے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپکے سب غم دور ہوں اور دین "
" اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالے عطا فرماوے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم "

[1] جب ہی تو ذلت کی وجہ ہوئی ہے ۔

"لفظ ہو تو معاف فرماویں والسلام"

خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ - ۱۷ رجولائی ۱۸۹۲ء بروز جمعہ از کلمہ فضل رحمانی

اِن خطوط سے ظاہر ہو کہ مرزاجی اپنی اغراض نفسانی کو پورا کرنیکے لیے ہی عموماً بقول حافظ شیرازی

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے ✤ دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

اسلام اور قرآن ہی کو پیش کیا کرتے ہیں مگر چونکہ خدا اپنے دین کا آپ حامی ہو کسی آپ جیسے الہامی وغیرہ کی حمایت پر اوسکی امداد موقوف نہیں اسلیے ہمیشہ مرزاجی کو ناکامی ہوتی ہے اور یہ ہی ایک معنے ہیں قطع الوتین کے۔

چوتھی پیشگوئی

مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی

اور

ملا محمد بخش مالک اخبار جعفر زٹلی لاہوری اور مولوی ابوالحسن تبتی کے متعلق

یہ پیشگوئی آتھم وغیرہ کی پیشگوئیوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے - کیونکہ اس پیشگوئی سے مرزاجی اور انکے مخالفوں کا انقطاعی فیصلہ ہے - چنانچہ رسالہ راز حقیقت کی عبارت مندرجہ صفحہ ۹ کتاب ہذا بتلا رہی ہے - (کتاب اُلٹ کر ضرور دیکھو)

ناظرین عبارت مذکورہ کو بغور پڑہیں اور دل سے فتوے حاصل کریں کہ اس پیشگوئی کا مفاد اور مدعا مرزاجی نے کیا بتلایا - بعد ازاں اشتہار مندرجہ ذیل پڑہیں - مرزاجی لکھتے ہیں کہ

"میں نے خدا تعالےٰ سے دُعا کی ہے کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے اور"

"وہ دعا جو میں نے کی ہے یہ ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں"

"ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ"

"میں بار بار مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اوس نے"

"اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے"

اشارہ بجانب ایں سالہ کہ طرف قطع الوتین

میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو اے میرے مولیٰ اگر میں تیری نظر
میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنی پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء
تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر۔ اور اس روز کے
جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری اُن نعمتوں
کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے
تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ ۱۳ مہینوں میں جو ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے
۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائینگے شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں
نے میرے ذلیل کرنے کے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر۔ غرض
اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے
ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر۔ اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت
اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا اور
ضربت علیھم الذلۃ کا مصداق کر۔ آمین ثم آمین۔

یہ دعا تھی جو میں نے کی۔ اسکے جواب میں الہام ہوا کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کروں گا
اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا*۔ اور چند عربی الہامات ہوئے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-
ان الذین یصدون عن سبیل اللہ سینالھم غضب من ربھم۔ ضرب اللہ اشد
من ضرب الناس۔ انما امرنا اذا اردنا شیئا ان نقول لہ کن فیکون۔ اتعجب لامری
انی مع العشاق۔ انی انا الرحمٰن ذو المجد والعلیٰ۔ ویعض الظالم علی یدیہ۔ ویطرح
بین یدی۔ جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ۔ مالھم من اللہ من عاصم فاصبر
حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔
یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جنکا ذکر
اس اشتہار میں ہے یعنی یہ خاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور مولوی

* ہاتھ کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ جن ہاتھوں سے ظالم نے جو حق پر نہیں ہے ناجائز تحریر کا کام لیا
وہ ہاتھ اسکی حسرت کا موجب ہونگے وہ افسوس کریگا کہ کیوں یہ ہاتھ ایسے کام پر چلے۔ (مرزا)

" ابو الحسن تبتی دوسری طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں۔ ان میں سے جو کاذب ہے وہ "
" ذلیل ہوگا۔ یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بنا پر ہے اسلئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا "
" کھلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ اونپر کھولیگا۔

" اب ہم ذیل میں شیخ محمد حسین کا وہ اشتہار لکھتے ہیں جو جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی کے "
" نام پر شائع کیا گیا ہے تا خدا تعالیٰ کے فیصلہ کے وقت دونوں اشتہارات کے پڑھنے "
" سے حق کے طالب عبرت اور نصیحت پکڑ سکیں اور عربی الہامات کا خلاصہ مطلب یہی "
" ہے کہ جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں "
" خدا اونکو ذلیل کریگا۔ اور میعاد پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے تیرہ۱۳ مہینے ہیں جیسا ذکر "
" ہو چکا ہے اور ۱۴ دسمبر ۱۸۹۸ء تک جو دن ہیں وہ توبہ اور رجوع کے لئے مہلت "
" ہے۔ فقط (اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء)۔

یہ عبارت جس زور شور سے لکھی گئی ہے اوسکا اندازہ کرانے کے لئے کسی مزید توضیح یا تشریح کی حاجت نہیں۔ عبارت مذکورہ اپنا مطلب صاف اظہار کر رہی ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب اور انکے دونوں رفیقوں پر خدا جانے کس قسم کا خرق عادت عذاب نازل ہوگا۔ کیا اونکی گت ہوگی جو خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ کوئی بڑی ہی سخت آفت آنیوالی تھی جسکی بابت مرزا جی نے رسالہ "راز حقیقت" میں تیرہ مہینوں تک بڑے جبر سے اپنے مریدوں کو آخری فیصلہ کی انتظار کرنے کو حکم دیا تھا اور سخت تاکید تھی کہ اس فیصلہ کے منتظر رہیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا تھا کہ ان تیرہ مہینوں کے بعد مرزا جی سے مخالفوں کا قطعی فیصلہ ہو جائیگا ایسا کہ کسی دوست۔ دشمن کو چون و چرا کرنے کی گنجایش نہ رہی گی وہ فیصلہ کیا ہوگا مثل فتح مکہ کے آخری فیصلہ ہوگا۔ مگر افسوس کہ یہ پیشگوئی بھی بقول شخصے

سلہ اس فیصلہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اب اگر میں جھوٹا اور دجال اور ظالم ہوں تو فیصلہ شیخ محمد حسین کے حق میں ہوگا۔ اور اگر محمد حسین ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔ وہ خدا ہر ایک کا خدا ہے جھوٹے کی کبھی تائید نہیں کریگا۔ اب آسانی سے یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ میں آگیا۔ خدا تعالیٰ سچوں کو فتح بخشے۔ آمین (مرزا)

؎ بیشک اوس احکم الحاکمین نے ایسا ہی کیا۔ الحمد للہ۔ منہ ۱۲۔

وہ ساری اونکی شیخی جھڑی دو گھڑی کے بعد		تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگہارتے

"کوہ کندن وکاہ برآوردن" کی مصداق ہوئی چنانچہ آج جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو گذرے پورے
تین سال ہوگئے۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب اور اونکے ہر دو رفیق پیشگوئی زدہ برابر زندہ سلامت
بلا کلفت مرزاجی کے سامنے موجود ہیں۔ اس پیشگوئی کا بہی جو مرزاجی نے حشر کیا وہ بہی ناظرین کو سنانے کے لایق
یادرہے کہ ایسا کوئی سوال نہ ہوگا جس کا مرزاجی نے جواب نہ دیا ہو کیونکہ بقول شخصے دفرا آن
باشد کہ چپ نشود) ممکن نہیں کہ مرزاجی خاموش ہوں۔ بہ تاویل تو یہ چلی کہ یہ تینوں صاحب دل میں
ڈر گئے صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوگئے ورنہ قسم کہاتے کیونکہ مرزاجی کو یقین تہا کہ ان صاحبوں کے
سامنے قسم کا نام لیا نہیں کہ یہ اپنی گرہ سے کچہ دیکر بہی سچی قسم اوٹھالینگے انکے مذہب میں
تو آتہم کیطرح سچی قسم کا کہانا منع نہیں اسلئے اسمیں ایک اور ہی چال چلے کہ جسطرح مولوی
محمد حسین نے میرے پر فتوے کفر کا لگوایا تہا اسپر ہی لگ گیا بس یہی میری پیشگوئی کا مدعا
تہا اور بس۔ (دیکہو اشتہار ۷ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء)۔
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزاجی کی پیشگوئی سنکر مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب نے
ہتہیار رکہنے کے متعلق بعض افسروں سے تذکرہ کیا کہ میری بابت مرزا نے پیشگوئی کی ہے مبادا
لیکہرام کی طرح میں ہی مارا جاؤں۔ اسلئے بطور حفاظت خود اختیاری مجہے ہتہیار ملنے چاہئیں
اسپر مرزاجی کی طلبی ہوئی کہ آکر بتلاویں کہ کیوں اونسے حفظ امن کی ضمانت نہ لی جائے۔ چنانچہ
مقدمہ بڑے زور وشور سے چلنے لگا اسپر مرزاجی نے یہ تجویز نکالی کہ کسی صورت سے اس مقدمہ
کو خفیف کیا جائے اور سرکار کے ذہن نشین کیا جائے کہ یہ پیشگوئی کوئی قتل وقتال کی
نہیں جیسی کہ مولوی محمد حسین نے سمجہی ہے بلکہ صرف زبانی ذلت ورسوائی سے ہے یا یوں
کہئے کہ صرف اعتباری بات ہے اور کچہ نہیں اسپر بعد مشورہ حاشیہ نشینان یہ تجویز ٹھہری کہ
ایک آدمی ناواقف علماء سے یہ فتوے حاصل کرے کہ حضرت مہدی کے منکر کا کیا حکم
ہے چنانچہ وہ شخص بڑی ہوشیاری یا مکاری سے علماء کے پاس پہر نکلا۔ اور ہر ایک کے
سامنے مرزا کی مذمت کرتا اور یہ ظاہر کرتا کہ میں افریقہ سے آیا ہوں کادیانی کے مرید وہاں
بہی ہوگئے ہیں اونکی ہدایت کے لئے علماء کا فتویٰ ضروری ہے اسپر علماء نے جو مناسب تہا

لکھا پس مرزاجی نے جھٹ اوسے شایع کردیا اور بجائے اپنے پر لگا لیکے مولوی محمد حسین صاحب پر لگا دیا کہ اسنے ہی اشاعۃ السنہ کے کسی پرچہ میں احادیث متعلقہ مہدی کو ضعیف لکھا ہے پس جسطرح اُس نے مجھپر فتوے لگوایا تھا اوسی طرح اوسپر لگایا گیا - میری پیشگوئی کا صرف اتنا ہی مفہوم تھا۔

یہ ہے مرزاجی کی کوشش اور سعی جس سے اپنی پیشگوئیوں کو سچا کیا کرتے ہیں لیکن افسوس کہ دنیا میں ابھی تک سمجھدار موجود ہیں اور وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ اگر یہ فتوی (اگر ہم مان بھی لیں کہ مولوی صاحب ہی اور وہ اسکے مصداق بھی ہیں) ہی آپ کی نیزہ مایہ پیشگوئی کا مطلب تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ جس طرح آپ سے علماء اسلام اور اہل اسلام بلکہ جملہ انام متنفر ہیں اوسی طرح مولوی صاحب اور اونکے دونوں رفیقوں سے کیوں اونکو نفرت نہیں بلکہ اونکے ساتھ اونکا ایسا خلا ملا ہے کہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو مولوی صاحب موصوف ہی کی کوشش اور لحاظ سے مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور حافظ محمد یوسف صاحب پنشنر امرتسری کی بقیہ کدورت بھی جو آپ ہی کے طفیل سے بحکم ولتذھبن الشحناء[1] پیدا ہو چکی تھی بالکل جاتی رہی اور پھر مثل سابق

[1] یہ ایک حدیث صحیح کیطرف اشارہ ہی جو مسلم کی روایت سے مشکوۃ میں بھی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبله احد (یعنی مسیح موعود کے آنے پر یہ آثار مرتب ہونگے کہ باہمی رنجشیں اور کینے اور حسد کی عادتیں بالکل جاتی رہیں گی اور مال کی اسقدر کثرت ہوگی کہ لوگ مال کے لئے بلائے جاینگے مگر کوئی قبول نہ کریگا) مرزاجی کی مسیحیت پر ان سب کی نقیض صادق ہے اور تو اور مسلمانوں ہی میں جنکے حق میں ازالہ صفحہ ۹ پر خود ہی کہہ چکے ہیں ع اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہدار - آخر کنند دعوئے حب پیمبرم انکی طفیل بجائے حسد کینہ اُٹھنے کے وہ تباغض پیدا ہوا ہے کہ خدا کی پناہ بھائی سے بھائی جدا ہے ایک کے ساتھ ایک نماز نہیں پڑھتا مال کی ایسی کثرت ہے کہ خود مسیح موعود بھی ہمیشہ اسیتول ہی کے دست نگر رہتے ہیں گو یہ عذر کریں کہ ہم قومی کام کیلئے لیتے ہیں تاہم اسمیں تو شک نہیں کہ لیتے ہیں عام طور پر مسلمانوں سے کے تئول کی جو حالت ہے عیاں راچہ بیان - شاید مرزاجی یہ جواب دیں کہ مسیح

باہمی شیر و شکر ہوگئے پس جسطرح ہم آتھم والی پیشگوئی کی بحث میں ثابت کر آئے ہیں اور آپ سے بھی بحوالہ "ازالہ اوہام" صفحہ ۵۷۸ دستخط کرآئے ہیں کہ انتفاء للازم یستلزم انتفاء الملزوم یعنی لوازم کے عدم سے ملزوم کا عدم ہوتا ہے تو پہر اس پیشگوئی کے کذب میں کیا شبہ ہے۔ اگر کہو کہ مولوی محمد حسین نے منافقانہ اپنا خیال اونسے چہپایا ہے اسلئے علماء اوس سے متنفر نہیں ہوئے تو سچ پوچھو تو مولوی محمد حسین صاحب آپ کے الہام کنندہ سے دانائی میں بڑھ گئے کہ یہ تو کامیاب ہوگئے اور وہ نہ ہوا کہ ذلت کی پیشگوئی کرچکا جو مولوی صاحب کی (بقول آپکے) ایک دن کے تدبیر سے ملیا میٹ ہوگئی۔ علاوہ اسکے مرزاجی نے اپنے حاشیہ پر اپنی مراد خود ہی بتلائی ہوئی ہے جسکو ہمنے بھی اوسکے مقام پر حاشیہ پر نقل کردیا ہے چنانچہ لکہتے ہیں کہ ہاتھ کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ جن ہاتھوں سے ظالم نے جو حق پر نہیں ہیں ناجائز تحریر کا کام لیا ہے وہ ہاتھ اوسکی حسرت کا موجب ہونگے وہ افسوس کریگا کہ کیوں یہ ہاتھ ایسے کام پر چلے۔ مرزاجی کی یہ تشریح صاف بتلا رہی ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب پر جب وہ عذاب تیرہ ماہہ نازل ہوگا تو وہ اون تحریروں پر نادم اور شرمندہ ہونگے جو اونہوں نے مرزا کے خلاف لکہی ہیں اور اونہیں پر ہاتھ کاٹینگے مگر افسوس کہ تیرہ ماہ تک تو کیا آجتک بھی مولوی صاحب موصوف جیسے کچھ اون تحریروں پر نادم ہیں سب کو معلوم۔ ابھی چندہی روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب نے اشاعۃ السنہ میں بدستور اپنا خیال مرزا کی نسبت ویساہی بتلایا ہے جیسا وہ سابق میں بتلایا کرتے تھے یا جسکا وہ حقدار ہے۔ مرزاجی بھی چونکہ اصل میں دانا ہیں وہ جانتے ہیں کہ میری ایسی ویسی باتوں پر گو حقتار تو لٹو ہو رہینگے اور سبحان اللہ امنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاھدین کہینگے مگر آخر جہان داناؤں سے خالی نہیں اسلئے وہ اس فکر میں سوچتے رہتے ہیں چنانچہ اونہوں نے سوچا کہ فتوی کی بابت جو کارروائی ہمنے بصد کوشش کی ہے اور مولوی محمد حسین کو اس پیشگوئی کا مصداق بنایا ہے یہ تو ایک معمولی سی بات ہے جو کوئی جاہل سے جاہل بھی نہ کہیگا خاصکر

حاشیہ صفحہ ۶۳

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل ۞ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

یا مال سے مراد بھی معنوی برکات بتلاویں تو پہر آپکی برکات میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں (باقی آگے)

اس وجہ سے کہ جن علماء نے ہمارے فریب اور دہوکہ سے مولوی محمد حسین صاحب پر فتوے لگایا ہے اونہی کے نزدیک مولوی صاحب موصوف کی وہ عزت ہے کہ باوجودیکہ وہ اپنے کاموں میں ہمیشہ مستغنی ہیں اور کبھی کسی کو کسی کام میں جو اونکے متعلق ہو۔ چندہ وغیرہ کی زبانی ترغیب بہی نہیں دیا کرتے اونہوں نے ہی مولوی صاحب کے مقدمہ میں انکو خود بخش ہمدردی سے امراء کے مکانوں پر جا جا کر چندہ لیا اور اپنی ہمدردی کا ثبوت دیا اس لئے مرزاجی نے سوچ بچار کر چند ایک اور ذلتوں کی فہرست طیار کی۔ (۱) یہ کہ اوس (مولوی صاحب) نے میرے ایک الہام پر اعتراض کیا کہ عجبت کا صلہ لام نہیں آتا یعنی عجبت لہ کلام صحیح نہیں۔ حالانکہ فصحا کے کلام میں لام آتا ہے اس سے اسکی علمی بے عزتی ہوئی۔ (۲) یہ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے مقدمہ ہمارے حق میں کیا۔ اور اوسکو سخت و سست کہا اور اوس سے عہد لے لیا کہ آیندہ کو مجھے دجال۔ کادیانی۔ کافر وغیرہ نہ کہے گا جس سے اسکی تمام کوشش مجھکو برا کہنے اور کہلانے کی خاک میں مل گئی اور اوس نے اپنے فتوے کو منسوخ کر دیا یعنی اب وہ میرے حق میں کفر کا فتوے نہ دیگا (۳) یہ کہ مولوی محمد حسین نے میرے حق میں انگریزی لفظ ڈسچارج کا ترجمہ غلط سمجھا یہ بہی اوسکی بے عزتی کا موجب ہے (۴) یہ کہ اوسکو زمین ملی زمیندار ہو گیا یہ بہی ذلت ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہی کہ جس گہر میں آلات حرث داخل ہوں وہ ذلیل ہو جاتا ہی (دیکہو اشتہار ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء)۔

ناظرین! یہ ہیں مرزاجی کی پیشگوئیاں اور یہ ہیں انکے الہام اور یہ ہیں اونکے دعاوی نبوت و رسالت۔ کیا کہتے ہیں۔ ہیں۔ شرم آتی ہی کہ ہم انکے متعلق کیا لکھیں۔ کیونکہ ہمارے خیال میں تو انکے دعوے ہی اونکی تکذیب کو کافی ہیں بشرطیکہ کسی میں عقل سلیم اور فہم مستقیم ہو۔ دیکھئے کہ ۷ جنوری ۱۸۹۹ء کے اشتہار میں جبکہ مقدمہ دائر تہا تخفیف الزام کے لئے یا سرکار کو دہوکہ دینے اور عام رائے کو اس طرف پھیرنے کے لئے ایک فتویٰ شایع کرا دیا کہ مولوی محمد حسین صاحب پر میری پیشگوئی پوری ہو گئی جسکا ذکر ہم پہلے کر آئی ہیں۔ بہلا اگر ۷ جنوری سے پہلے پہلے آپکی پیشگوئی پوری ہو چکی تھی تو بعد کے واقعات کو اس میں کیوں داخل کرتے ہو۔ لام کے انکار والی بات کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔ باقی امور

نمبر ا و نمبر ۲ تو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کے دن جبسرونہ فیصلہ ہوا اتنا ظاہر ہوئے تھے جو ۲ جنوری سے ڈیڑھ مہینہ بعد کا واقع ہے اور عطیہ زمین تو مدت بعد ہوا ہے پھر انکو پیشگوئی کے مصداق بنانا جسکا صدق اونسے پہلے مدتوں ہو چکا ہو کیا ہماری تصدیق نہیں کرمزاجی کو خود اپنی ہی تقریر میں جو سراسر ملمع سازی سے طیار کیگئی ہوتی ہے شبہات رہتے ہیں نہیں بلکہ دل سے اوسکو جھوٹ اور قابل رد جانتے ہیں آخروہ دانا صاحب تجربہ ہیں کیوں نہ سمجھیں یہ نواون نمبروں پر مجملاً گفتگو تھی مفصلاً یہ ہو کہ نمبر اول تو بے ثبوت ہے ہمیں معلوم نہیں مولوی صاحب نے کب اور کس پیرایہ میں اعتراض کیا۔ مرزاجی اور مرزائی پارٹی کے حوالجات ہمارے نزدیک بالخصوص اپنی تائید کے متعلق بحکم اصول حدیث معتبر نہیں نہ ہی مرزاجی نے مولوی صاحب کی کسی تحریر کا حوالہ دیا ہے طبع ثانی کیوقت ہم نے چاہا کہ ابھی تو مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب زندہ ہیں اگر انکی زندگی میں فیصلہ نہ ہوا تو کب ہوگا اس خیال سے ایک خط انکی خدمت میں بھیجا تو آپنے ۲۲ نومبر ۱۹۰۶ء کو چک نمبر ۲۳ ضلع جھنگ سے جواب دیا جو درج ذیل ہے:۔

" سلام علیکم ۔ مرزا جھوٹ لکھتا ہے مینے یہ نہیں کہا تھا کہ عجب کا صلہ لام کبھی نہیں آتا حدیث مشکوٰۃ عجبنا لہ یسئلہ ویصدقہ مجھے بھول نہیں گئی ۔ مینے کہا تھا کہ قرآن میں عجب کا صلہ من آیا ہے قالوا اتعجبین من امر اللہ" مرزاجی! کہیے آپکی اصطلاح میں مجدد اور مسیح کے لئے ایمانداری اور راست بیانی بھی شرط ہے یا نہیں ۔ علاوہ اسکے اگر یہ صحیح ہو کہ کسی لفظ کا صلہ غلط سمجھنے سے عالم کی ذلت ہے ایسی کہ وہ کسی الہام کی زومیں آجاتا ہے تو آپکی کسقدر ذلت ہوئی ہوگی ۔ جب اشاعۃ السنہ میں آپکی عربی کی غلطیوں کی ایک طویل فہرست چھپی تھی جسکا جواب آجتک آپسے نہ ہوسکا ۔ اسی رسالہ میں ہم نے آپکی ایسی الہامی عبارت نقل کی ہے کہ عالم تو عالم کوئی نحو میر پڑھتا ہوا طالب علم بھی ایسی غلطی نہ کریگا کہ "ستۃ" کی تمیز مفرد لکھکر "ستہ سنۃ" الہام تبلایا ہے ۔ پھر ایک جگہ نہیں اسیطرح کئی ایک مواقع پر ۔ علاوہ اسکے آپکے اعجازی قصیدے میں بیسیوں غلطیاں (جنکی فہرست آگے آتی ہے) ہونے سے بھی آپکا معجزہ بدستور اور آپکی اعجازی دم خم بحال ۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب کو عجب کا صلہ لام معلوم نہونیسے (حالانکہ فصہ ہی غلط) ایسی ذلت پہنچی کہ خدا کی پناہ ۔

مرزا جی یا کہیے کہ آپکی عزت وہی جاٹ کی پینتالیس عزتوں کی مصداق تو نہیں ہے؟
؎ وہ مرو وہ مرد را احمق کند۔ عقل را بے نور و بے رونق کند۔

(۲) دوسری بات کے متعلق ہم کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتے کہ مقدمہ میں کس کی ذلت ہوئی
مطبوعہ فیصلہ ہمارے سامنے ہے اوسکی کل دفعات ہم نقل کرتے ہیں ناظرین خود ہی اندازہ
لگا لینگے کہ یہ فیصلہ کس کے حق میں مفید ہوا۔ وھو ھذا

" میں ایسی پیشگوئی شایع کرنے سے پرہیز کرونگا جسکے یہ معنے ہوں یا ایسے معنے خیال کئے "
" جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا "
" وہ مورد عتاب الہی ہوگا "

" (۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کرونگا کہ وہ کسی شخص کو "
" (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے "
" کہ وہ مورد عتاب الہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے "
" (۳) میں کسی چیز کو الہام جتا کر شایع کرنے سے مجتنب ہونگا جسکا یہ منشاء ہو یا جو ایسا "
" منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی) "
" ذلت اوٹھائیگا یا مورد عتاب الہی ہوگا۔ "

" (۴) میں اس امر سے بھی باز رہونگا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا اونکے کسی دوست یا "
" پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دلآزار لفظ استعمال کروں یا "
" کوئی ایسی تحریر یا تصویر شایع کروں جس سے اونکو درد پہنچے میں اقرار کرتا ہوں کہ اونکی "
" ذات کی نسبت یا اونکے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال۔ کافر۔ "
" کاذب بطالوی نہیں لکھونگا۔ میں انکی پرائیوٹ زندگی یا اونکے خاندانی تعلقات کی "
" نسبت کچھہ شایع نہیں کرونگا جس سے اونکو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔ "

" (۵) میں اس بات سے بھی پرہیز کرونگا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا اونکے کسی دوست "
" یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لیے بلاؤں کہ وے خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست "
" کریں تا کہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے نہ میں انکو "

"یا اونکے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیشگوئی کرنیکے لئے بلاؤنگا۔"

"(۶) جہانتک میرے احاطہ طاقت میں ہے تمام اشخاص کو جنپر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے"

"ترغیب دونگا کہ وہ بھی بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا"

"میں نے دفعہ ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ میں اقرار کیا ہے۔"

اس امر کا خارجی ثبوت کہ اس فیصلہ نے مرزاجی کا قافیہ کہاں تک تنگ کیا ہے لینا ہو تو مرزاجی کی تحریر ہی سے لیجیے۔ مرزاجی کا ایک مطبوعہ اشتہار ہمارے پاس ہے جس سے اونکی بیبسی ایسی نمایاں ہے کہ کسی شرح یا حاشیہ کی محتاج نہیں آپ فرماتے ہیں "مجھے بارہا خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنونگا سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوبٌ مگر بغیر فَانْتَصِرْ کے۔ میں اسوقت کسی دوسرے کو مقابلہ کے لئے نہیں بلاتا اور نہ کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب الہی میں اپیل کرتا ہوں" اشتہار ۳۰ نومبر ۹۹ء صفحہ ۴۔

یہ عبارت باواز بلند اپنا مدعا اور مطلب بتلا رہی ہو اور صاف کہہ رہی ہے کہ مرزاجی پر اس مقدمہ سے ایسا رعب چھایا ہو کہ خدا سے استمداد کرتے ہوئے فانتصر (میری مدد کر) بھی نہیں کہہ سکتے باوجود اسکے پھر بھی ڈرتے ہیں کہ گورنمنٹ خلاف عہدی سی باز پرس نہ کرے تو اس امر کے دفیعہ کو کہتے ہیں کہ میں کسی کو مقابلہ پر نہیں بلاتا۔ انذاری پیشگوئیاں چھن گئیں۔ نبوت کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ ابھی تک کہے جاتے ہیں کہ اس مقدمہ سے مولوی محمد حسین کی ذلت ہوئی کہ اوسکا فتویٰ کفر منسوخ ہو گیا یہ بھی غلط فتویٰ منسوخ نہیں ہوا صرف مباحثہ میں ایسے الفاظ (دجال کافر وغیرہ) بولنے سے دونوں فریق کو روکا گیا۔ کسی سایل یا مستفتی کے جواب میں فتویٰ دینے اور اپنی مجلس میں تمہاری نسبت رائے ظاہر کرنے سے ہرگز منع نہیں کیا گیا چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب نے اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۹ بابت سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰۱ پر صاف صاف لفظوں میں آپکے اس زعم باطل کو رد کر دیا ہے ہم بلا کمی بیشی مولوی صاحب موصوف کے الفاظ کو نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"مرزا نے اپنے اشتہار ۱۷ دسمبر ۹۹ء میں مضمون غلط اور خلاف واقع مشتہر کیا ہے کہ ابو سعید محمد حسین

" نے اس اقرارنامہ پر دستخط کر کے اپنے فتوے کو جو اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ میں شایع "
" کیا تھا منسوخ کر دیا اور اسی بنا پر مرزا نے اس اشتہار میں یہ ہی دعوی کیا ہے کہ وہ فیصلہ "
" ابو سعید محمد حسین کے منشا کے برخلاف ہوا جسکا جواب صفحہ ۴ میں گذر چکا ہے ہم کو "
" مرزا سے بحث و خطاب منظور نہیں ہم صرف پبلک کو آگاہ کرنے کی غرض سے اس امر "
" کا اظہار واجب سمجھتے ہیں کہ مرزا نے اس بیان میں مجھپر اور مجسٹریٹ ضلع پر افترا کیا اور "
" پبلک کو دہوکہ دیا خاکسار بشمول تمام مسلمانوں کے جو مذہب باطل مرزا کے مخالف ہیں "
" اور مرزا کو اوسکے عقاید باطلہ مخالف اسلام کے سبب ویسا ہی گمراہ جانتا ہے جیسا کہ اس "
" اقرارنامہ پر دستخط کرنیسے پہلے جانتا تہا اور اوسکے حق میں ہی فتوی دیتا ہے جسکو جلد ۱۳ "
" اشاعۃ السنہ میں مشتہر کر چکا ہے۔ فیصلہ مقدمہ اور دستخط اقرارنامہ کے بعد مجھسے مولوی "
" برکت علی صاحب منصف اجنالہ ضلع امرتسر نے سید حید حسین قانونگو تحصیل مذکور "
" کے سامنے امرتسر لاہور کی ریل گاڑی میں مرزا کی نسبت فتوی پوچھا تو خاکسار نے وہی فتوی "
" دیا۔ مرزا کے خاص مرید حواری یعقوب ایڈیٹر اخبار الحکم نے بٹالہ کے سٹیشن پر مجھسے مرزا "
" کے حق میں فتوی پوچھا تو میں نے وہی فتوی دیا اوسنے کہا کہ یہ فتوے لکہہ دوگے میں نے "
" کہا کہ تحریری سوال پیش کروگے تو تحریری جواب ملیگا۔ الغرض اپنے فتوے یا اعتقاد "
" کو میں نے نہیں بدلا اور نہ ہی منسوخ کیا اور نہ ہی اس دفعہ چہارم اقرارنامہ کا یہ منشا ہے "
" صرف مباحثہ میں ان الفاظ کو بالمقابل استعمال کرنیکا دونوں فریق نے وعدہ و اقرارنامہ "
" کیا ہے اور یہی اس دفعہ چہارم کا منشا ہے۔ ناظرین اشتہار مرزا اس دوسرے "
" دہوکہ نہ کہائیں۔"

کہیئے مرزا جی! ابد ریا بدر رسانید میں ابہی کچہہ کسر ہے - سچ ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت
نمبر سوئم کا جواب ہم کیا دیں - ہاں یاد آیا کہ مولوی صاحب اگر انگریزی لفظ ڈسچارج کا ترجمہ
غلط سمجھنے سے ایسے ذلیل ہوئے کہ آپکی پیشگوئی کے مصداق بنگئے تو کیا حال ہے اون الہاموں
کا جنکو انگریزی میں الہام ہوں اور کتاب کے چہپنے تک بے ترجمہ ہی لکہہ دیں اور عذر یہ کریں کہ
اسوقت یہاں کوئی مترجم نہیں اسلئے بے ترجمہ ہی لکہا جاتا ہے (دیکہو براہین احمدیہ جلد چہارم)۔

سن ۱۸۸۴ء ۔ ۱۸ ۸ ۷ ء تک یہ بحث

نمبر چہارم کی بابت تو ہم آپکی داد دیتے ہیں واقعی زمینداری ایسی ہی ذلت ہے کہ خدا دشمن کسے نصیب نہ کرے۔ جب ہی تو آپنے اپنی قدیمی آبائی ذلت نہ بھولے کو اپنی جایداد غیر منقولہ اپنی چاہتی بیوی کے پاس مبلغ پانچہزار پر گرو کردی ہے لیکن جس روز انکو خبر ہوگئی کہ زمینداری کی ذلت مرزاجی نے دانستہ بکیر گلو مڑہ دی ہی تو وہ آپکو سنا یگی خوب کیئے لاکہوں ستم اس پیار میں بہی آپنے ہم پر۔ خدا نا خواستہ گر خشم گیں ہوتے تو کیا کرتے ہم چاہتے تھے کہ مرزاجی سے درخواست کریں کہ ہمارے لئے بہی ایسی پیشگوئی کریں جسکا نتیجہ ایسی ذلت ہو جو مولوی محمد حسین صاحب کو زمین ملنے سے ہوئی مگر یاد آیا کہ گورنمنٹ نے شاید اسی خوف سے کہ اتنی زمین کہاں سے آئیگی جو مرزاجی کی پیشگوئیوں کے پورا کرنے کو کافی ہو سکے انہوں نے تو ہمیشہ کسی نہ کسی کو پیشگوئی کا ہدف بنائے ہی رکہنا ہے۔ مبادا کہیں زمین کے نہ ہونے سے کوئی پیشگوئی غلط ہو جائے ایسی پیشگوئیاں کرنے ہی سے اونکو بند کر دیا افسوس ؎

ہم نے چاہا تہا کہ حاکم سے کرینگے فریاد ؛؛ وہ بہی کمبخت تیرا چاہنے والا نکلا

ہاں مرزاجی نے جو حدیث پیش کی ہے اوسکا مطلب بتلانے کو تو جی نہیں چاہتا تہا بلکہ اوسی ذخیرہ میں اس حدیث کو رکہنا چاہتے تھے جو مرزاجی کی حدیث دانی اور فہم معانی کا ہم نے جمع کیا ہوا ہے جسکی طرف اسی کتاب کے حاشیہ صفحہ ا پر اشارہ بہی کر آئے ہیں۔ مگر ناظرین کی اطلاع کیلئے بتلانا ضروری ہے۔ یہ حدیث جسکے مضمون کیطرف مرزاجی نے اشارہ کرکے ثابت کرنا چاہا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بوجہ زمیندار ہو جانے کے ذلیل ہو گئے۔ فاتحہ قوم کے حال سے متعلق ہے جسکا مطلب ہے کہ جو فاتح قوم یعنی بادشاہ ہو کر زمینداری کی طرف جہک جائے اور ملکداری سے غافل ہو جاکے اور اوسی پر کفایت اور قناعت کرلے تو وہ ذلیل ہو جائیگی یعنی اوسکی حکومت اور سلطنت چند دنوں میں ہاتھ سے نکلجائیگی (صدق رسول اللہ فداہ روحی) اسی اصول اور حکمت کیوجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ عربی سپاہیوں کو ایک چپہ بہر زمین بہی نہ دیتے تھے بلکہ آجکل بہی فاتح قوموں کا یہی اصول ہے ورنہ ایسی زمینداری جیسی کہ مولوی محمد حسین صاحب کراتے ہیں اس قسم کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام

خود کرتے اور کراتے رہے۔ خیبر کی زمین تو تمام اسی طریق پر دی گئی تھی مرزاجی! اجد کے لئے اتنا ہی علم کافی ہے یا اس سے زیادہ کی بھی ضرورت ہے؟ ؎

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں ٭ بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں

ناظرین! یہ ہیں مرزاجی ہتکنڈے جن سے پیشگوئیوں کو سچا کیا کرتے ہیں جو دراصل اس شعر کے مصداق ہیں۔ ؎

کار زلف تست مشک فشانی اما عاشقاں ٭ مصلحت را تہمتے بر آہوئے چین بستہ اند

ہاں یاد آیا کہ یہ پیشگوئی تین اشخاص سے متعلق تھی جن میں سے صرف مولوی محمد حسین صاحب ہی کامیاب اور خائب و خاسر ہوئے مگر دو صاحب ملا محمد بخش اور مولوی ابوالحسن تبتی ہنوز باقی ہیں سو اونکی نسبت بھی مرزاجی نے نہیں منتظر نہیں کیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ " ان (مولوی ابوالحسن تبتی اور ملا محمد بخش لاہوری) کی ذلت اور عزت دونوں طفیلی ہیں" (اشتہار ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۲) چلو چھٹی ہوئی شد سے بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے۔

ہاں ملا مذکور کے حق میں پیشگوئی کے صدق پر مرزاجی نے ایک دلیل بھی دی ہے جو قابل بیان ہے فرماتے ہیں۔ "وہ جعفر زٹلی (ملا محمد بخش) جو گندی گالیوں سے کسی طرح باز نہیں آتا تھا اگر ذلت کی موت اوسپر وارد نہیں ہوئی تو اب کیوں نہیں گالیاں نکالتا" (اشتہار مذکور صفحہ ۷) اس دلیل سے ہمیں ایک قصہ یاد آیا ہمارے شہر امرتسر میں ایک دیوانی عورت تھی اوسکو لڑکے چھیڑا کرتے اور اوسکو "پیو کی اماں" کہا کرتے تھے جس روز لڑکوں کو تعطیل کا دن ہوتا اوسدن تو اونکو کنبہ اماں کی خدمت میں حاضر رہتا اور خاطر تواضع اپنی لفظوں سے کرتے رہتے مگر جس دن لڑکے کام میں مصروف ہوتے اوسدن اماں جی کہتیں کہ " آج شہر کے لونڈے مر گئے"۔ وہی کیفیت ہمارے الہامی صاحب کی ہے۔ افسوس کہ یہ بھی غلط۔ ملا مذکور ہمیشہ مرزاجی کی دعوت حسب موقع کرتا رہا اور کرتا ہے۔ قبول کرنا نہ کرنا مرزاجی کا کام ہے۔ وہ تو بیچارہ ہمیشہ دست بدعا رہتا ہے کہ ؎

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

ناظرین کے مزید اطمینان کیلئے ہم ملا مذکور کا ایک خط نقل کرتے ہیں جو ہمارے سوال کے جواب میں ہے

ملا محمد بخش صاحب۔

السلام علیک۔ آپ کی نسبت ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کے اشتہار میں مرزا کادیانی نے لکہا ہے کہ آپ ذلت اور خواری کی وجہ سے اوسکے مقابلہ سے باز آگئے ہیں۔ یا ۱۷ دسمبر سے پہلے آگئے تھے۔ آپ حلفیہ تبلاویں کہ یہ ٹھیک ہے؟

اسکا جواب، جناب مولانا صاحب۔ وعلیکم السلام۔ مرزا بالکل جہوٹ بکتا ہے مجھے اوسکے مقابلہ میں کبہی ذلت اور خواری نہیں پہنچی بلکہ دن بدن خدا کے فضل سے عزت ہوتی رہی اور اوسکی پیشگوئیوں کو ہمیشہ جہوٹی اور شیطانی احتلام سمجہتا رہا ہیں اس سے ہزار روپیہ بہی نہ لیتا جو وہ آتہم کو کہہ رہا تہا وہ اب بہی اگر چاہے تو میں قسم کہا سکتا ہوں اوسکے شیطان ہونے پر پہر چاہے وہ ایک سال نہیں دس سال کی بہی پیشگوئی چہاپے میرے مضمون اوسکی پیشگوئی کے بعد ۱۷ دسمبر تک مفصلہ ذیل تاریخوں میں بعنوان ذیل نکلتے رہے ۹ دسمبر ۱۸۹۸ء ۱۲ دسمبر ۱۸۹۸ء ۱۴ دسمبر ۱۸۹۸ء ۱۹ دسمبر ۱۸۹۸ء ۳۰ دسمبر ۱۸۹۸ء یہ مباہلہ کے پانچ اشتہار تہے ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء کو بعنوان "مرزا کا ڈوب اور وہم" ۲۰ اپریل ۱۸۹۹ء کو بعنوان "مسیح کاذب کے ساتھ دو باتیں" ۲۵ جون ۱۸۹۹ء کو بعنوان "کادیان کا جھوٹا مسیح" یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء کو بعنوان "الحکم کی غلط فہمی" ۱۵ دسمبر ۱۸۹۹ء کو بعنوان "عجیب جواب" ✣ بندہ ملا محمد بخش از لاہور یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء۔

مولوی ابوالحسن تبتی بہی بخیریت اپنے وطن قصبہ شگر ضلع اسکردو میں زندہ سلامت ہیں۔ سردی کی وجہ سے کبہی نزلہ زکام ہوا ہو تو انکار نہیں ہو سکتا۔

آخیر میں ہم اپنے ناظرین کو مرزا جی کی ایک بیش بہا پیشگوئی پر بہی مطلع کرتے ہیں گو اوس پیشگوئی کے دن ابہی باقی ہیں لیکن ہم ابہی سے چشم براہ ہیں کہ دیکہیں پردہ عدم سے کیا کچہ ظہور پذیر ہوتا ہے مضمون اوس پیشگوئی کا حسب معمول بڑے زور شور کا ہے گو وہ صرف دعا ہی ہے مگر مرزا جی کی دعا بہی تو صرف دعا ہی نہیں کہ قبول ہونا نہ ہونا خیالی امر ہو مرزا جی سے تو خدا نے صاف کہا ہوا ہے جو تو کہیگا کرونگا جو تو مانگیگا دونگا (دیکہو صفحہ کتاب ہذا) یہ پیشگوئی اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میں ہے جسکی میعاد تین سال ہے ابتدا اسکی جنوری ۱۹۰۰ء

سے ہے اور انتہا، اسکی اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ مرزاجی ہیں اور
مرزاجی کے مخالفوں ہیں کسی بیّن آسمانی نشان سے فیصلہ ہوگا جو پہلے نہ ہوا ہو۔ دیکھئے
کہیں تیرہ ماہہ پیشگوئی کی طرح جسکی مسل مقدمہ عدالت عالیہ میں پیش تھی (دیکھو صفحہ ۹
کتاب ہذا) یہ پیشگوئی ہی تو نہیں چرجاتی۔ آجتک اگر بٹالہ کی گونج۔ یا مرزاجی کی دیوار کا
مقدمہ یا امیر صاحب والئ کابل یا ملکہ معظمہ کی وفات یا پریسیڈنٹ امریکہ یا بیگم صاحبہ
بھوپال کی موت مراد نہیں تو جو کچھ ہوگا دیکھیں گے ؎

ہم بھی ہیں سینہ سپر قاتل۔ الگا جو ہو سو ہو، آج دیکھیں کاٹ تیرے ابروئے خمدار کا

پانچویں پیشگوئی متعلقہ نشان آسمانی

میعادی سہ سالہ

طبع اول کے وقت چونکہ اس پیشگوئی کی میعاد ایک سال باقی تھی اسلئے اوسوقت تو ہم نے
ناظرین کی خدمت میں صرف انتظار کی درخواست کی تھی مگر آج طبع ثانی کیوقت چونکہ میعاد
ختم ہے اسلئے اس پیشگوئی کی بھی جانچ کرکے ناظرین کو اصلیت پر مطلع کرتے ہیں کیونکہ یہ پیشگوئی
اون اہمات اخبار غیبیہ سے ہے جنپر مرزاجی اپنے صدق کا مدار رکہکر مخلوق کو انتظار کرنے کا
حکم دیا ہوا ہے۔ یہ پیشگوئی ایک دعا کے طور پر بڑے دور ونزدیک ہے جسکا اصل مطلب یہ ہے مرزاجی
لکہتے ہیں کہ۔ "اے میرے مولا! قادر خدا! اب مجھے راہ تبلا (آمین) اگر میں تیری جناب میں
مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور
نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جسکو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں
تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر اگر میں تیرے حضور سچا ہوں اور جیسا
کہ خیال کیا گیا ہے کافر کاذب نہیں ہوں۔ تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم
ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔" (اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء)

گو یہ الفاظ دعائیہ ہیں مگر مرزاجی اپنے رسالہ "اعجاز احمدی" کے صفحہ ۸ پر اس دعا کو
پیشگوئی قرار دیتے ہیں۔ پہر ہمارا کیا حق ہے کہ ہم اسکی نسبت یہ گمان کریں کہ یہ صرف

دعا ہی دعا ہے جسکی قبولیت قطعی نہیں اسلئے کہ ایک تو مرزاجی کی دعا ہے۔ کسی معمولی آدمی کی نہیں مرزاجی تو اپنی دعا کی بابت اسی اشتہار کے صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں۔ "مجھے بارہا خدا تعالےٰ نے مخاطب کرکے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنونگا۔"

میں سچ کہتا ہوں جب سے مجھے اشتہار مذکور ملا ہے میں آسمان کیطرف ہر روز گویا تاکتا ہی رہتا تھا کہ دیکھیں مرزاجی اور اونکے مخالفوں کے فیصلہ کیلئے کیا نشان ظاہر ہوتا ہے جس کے دیکھنے کے بعد لوگوں کو اونکی نسبت جو خیالات ہو رہے ہیں رفع دفع ہو جائیں کیونکہ یہ نشان کوئی معمولی نشان نہیں تھا بلکہ ایسا عظیم الشان نشان ہے جسکو سلطان کہتے ہیں جسکی بابت مرزاجی خود ہی لکھتے ہیں کہ "سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کیوجہ سے دلوں پر قبضہ کرلے" (اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

پس جو تعریف مرزاجی نے سلطان کی کی ہے وہی مرزاجی کے اوس مطلوبہ نشان کی ہے جسکے نہونے پر آپ فیصلہ دیتے ہیں کہ "اگر تو (اے خدا) تین برس کے اندر جو جنوری سنہ ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائینگے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلادے اور اپنے بندے کو اون لوگوں کیطرح رد کردے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بیدین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھونگا۔ اور اون تمام تہمتوں اور بہتانوں اور الزاموں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لونگا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بیدین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا" صفحہ ۳۔ افسوس کہ مرزاجی نے ناحق ہمیں تین سال تک انتظار میں رکھا۔ دیکھتے دیکھتے ہماری آنکھیں بھی پتھرا گئیں۔ کان بھی سن ہو گئے مگر کوئی آواز ہمارے کانوں تک نہ آئی کہ فلاں ایسا نشان ظاہر ہوا ہے جس سے مرزاجی اور اونکے مخالفوں کا فیصلہ ہو گیا۔ ہم نے طبع اول کتاب ہذا کے وقت لوجہ بیخبری کے چند ایک نشان پیش کئے تھے یعنے امیر صاحب والی کابل کی وفات یا پریزیڈنٹ امریکہ کی موت یا ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کا انتقال یا بیگم صاحبہ بھوپال کی رحلت مگر افسوس کہ مرزاجی کی پارلیمنٹ الہامیہ نے انمیں سے کسی نشان کو قبول نہ فرمایا

بلکہ ایک نئے نشان کی نشاندہی کی فکر میں لگ کر اس پیشگوئی کو بھی سابقہ پیشگوئیوں کیطرح "کوہ کندن وکاہ برآوردن" کا مصداق بنایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

دس ہزار روپیہ کا اشتہار - یہ اشتہار خدا تعالےٰ کے اوس نشان کے اظہار کے لئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کیطرح ایک پیشگوئی کو پورا کریگا یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جسکی بابت وعدہ تہا کہ ...... دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائیگا" (رسالہ اعجاز احمدی صفحہ ۸۸)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موضع مد ضلع امرتسر میں مرزائیوں نے شور وشغب کیا تو اون لوگوں نے لاہور ایک آدمی بھیجا کہ وہاں سے کسی عالم کو لاؤ کہ ان سے مباحثہ کریں - اہالی لاہور کے مشورے سے قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند ایک تار آیا اور صبح ہوتے ہی جھٹ سے ایک آدمی آپہونچا کہ چلیے ورنہ گاؤں کا گاؤں بلکہ اطراف کے لوگ بھی سب کے سب گمراہ ہو جائیں گے - خاکسار چار و ناچار موضع مذکور میں پہونچا مباحثہ ہوا - خیر اوس مباحثہ کی روئداد تو ضمیمہ شحنۂ ہند مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء میں اہالی دہ مذکور نے شائع کرا دی - مگر مرزا جی کو اونکے فرستادوں نے ایسا کچھہ ڈرایا اور اپنی ذلت کا حال سنایا کہ مرزا جی تو آپے سے باہر ہو گئے اور جھٹ سے ایک رسالہ "اعجاز احمدی" نصف اردو اور نصف عربی نظم لکہہ کر خاکسار کے نام مبلغ دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار دیا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو و عربی نظم جیسا میں نے بنایا ہے پانچ روز میں بنا دے تو میں دس ہزار روپیہ اونکو انعام دونگا اور اوس قصیدے کا نام قصیدہ اعجازیہ رکہا یعنی یہ قصیدہ ایسا فصیح و بلیغ ہے کہ جیسا قرآن آنحضرت کا معجزہ ہے یہ میرا معجزہ ہے اسی قصیدہ کیطرف اشارہ کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ یعنی خاکسار کے اس قسم کے قصیدہ کے لکہنے سے عاجز رہنے سے میری وہ پیشگوئی جو سہ سالہ میعاد کی میں نے طلب کی ہوئی ہے پوری ہو جائیگی گویا یہی وہ نشان ہے جسکی بابت مرزا نے خدا سے اتنے بڑے لمبے چوڑے دانت میں پیسکر سوال کئے تھے.

اب اسکے متعلق میری کارروائی بھی سنئے میں نے ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار دیا جسکا خلاصہ ۲۹ نومبر کے پیسہ اخبار لاہور میں بھی چھپا تہا کہ آپ پہلے ایک مجلس

میں اِس قصیدے اعجازیہ کو اون غلطیوں سے جو میں پیش کروں صاف کردیں
تو پھر میں آپ سے زانوبزانو بیٹھکر عربی نویسی کرونگا۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ گھر سے تمام
زور لگا کر ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں لکھیں اور مخاطب کو جسے آپکی مہلت کا
کوئی علم نہیں محدود وقت کا پابند کریں۔ اگر واقعی آپ خدا کی طرف سے ہیں اور جدہر
آپکا منہہ ہے اودہر ہی خدا کا منہہ ہے (جیسا کہ آپکا دعویٰ ہے) تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ
میدان میں آکر طبع آزمائی نہ کریں بلکہ بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی ؎

بنایا آڑ کیوں جورو کا چرخہ نکل دیکہیں تیری ہم شعر خوانی

حرم سرائے ہی سے گولہ باری کریں۔ اِسکا جواب با صواب آجتک نہ آیا کہ ہاں ہم میداں
میں آنے کو طیار ہیں۔ چونکہ مینے اس اشتہار میں یہ بہی لکھا تہا کہ اگر آپ مجلس میں اغلاط نہ
سنینگے تو میں اپنے رسالہ میں اونکو ذکر کرونگا۔ اِسلئے آج مین اوس وعدے کا ایفا کرتا ہوں

قصیدہ اعجازیہ

آپ تو اسکا نام اعجازیہ رکہتے ہیں جسکے یہ معنے ہونے چاہیے کہ فصاحت وبلاغت کے ایسے
اعلیٰ مرتبہ پر ہے کہ کوئی شخص اس جیسا لکہہ نہیں سکتا۔ مگر غور سے دیکہا جاوے تو خود
آپکو ہی اس اعجاز کا یقین نہیں بہلا اگر یقین ہوتا تو پانچ روز کی مدت کی قید کیوں لگاتے
کیا قرآن شریف کے اظہار اعجاز کیلئے بہی کوئی تحدید ہے۔ کسی آیت تحدی میں کفار
مخاطبین سے کہا گیا ہے کہ اتنے دنوں یا اتنے مہینوں میں مثل لاؤگے تو مقابلہ سمجہا جائیگا
اور اگر اتنے دنوں سے زائد ایام گذرے تو ردی میں پہینکدیا جاویگا (اعجاز احمدی صفحہ اخیر)
پہر طرفہ یہ کہ صرف پانچ روز کی تصنیف کے قلمی مضمون سے جو مصنف کی اصل لیاقت کا
معیار ہے کوئی شخص مرزاجی کو جیت نہیں سکتا بلکہ اس معجزہ نمائی میں لکڑی اور لوہے
کو بہی دخل ہے کہ وہ مضمون کو چہاپ کر کتاب تیار کر کے حضرت کیخدمت میں پہونچا دے
جس سے یہ مراد ہے کہ نہ کسی مولوی صاحب کے ہاں مرزاجی کیطرح پریس اور منشی گہر کے ہونگے
اور نہ کوئی آپ سے مہلت (وہ بہی روحانی اور معنوی) لے سکیگا۔ کیا ہی معجزہ ہے کہ
پریسین کے کام کو بہی معجزہ کا جزو بنایا جاتا ہے۔ تاکہ اگر کسی صاحب کو ذاتی لیاقت

وقابلیت ہو بہی تو بوجہ اسکے کہ اوسکے پاس پریس کا ایسا انتظام نہیں کہ کادیانی پریس
کی طرح صرف مرزاجی کا کام کرتا ہو تو بس اوسکی لیاقت بہی ملیامیٹ ضائع اور برباد
ہے وہ بہی مرزاجی کو مسیح موعود مان لے کیونکہ اوسکے پاس پریس نہیں اور مرزاجی کے
پاس پریس ایک نہیں دو تین ہیں۔ ناظرین! یہ ہیں مرزاجی کی بہول بہلیاں جنسے بہت
کم لوگ واقف ہو سکتے ہیں خیر ہمیں اس سے بحث نہیں ہم تو آپکو جو آپ ہیں واقعی پہلے
دل سے مانتے ہیں۔ اب ہم آپکے اعجازی قصیدہ کا عجز بتلاتے ہیں۔ آپکے قصیدے
میں ہر قسم کی غلطیاں ہیں۔ صرفی۔ نحوی۔ عروضی وغیرہ۔

آپکے قصیدے کا مجری (حرکت روی) ضمہ ہے چنانچہ پہلا شعر آپ کا یہ ہے۔

ایا ارض مُدٍّ قد دفاکِ مُدَمِّرٌ   وارداکِ ضلّیلٌ واغراکِ موغرٌ   (ص۱ شعر۱)

حالانکہ مندرجہ ذیل اشعار میں اقوا لازم آتا ہے یعنی اخیر کی حرکت بجائے ضمہ کے کسرہ
ہو جاتا ہے اور اقوا سخت عیب ہے۔ محیط الدائرہ[1] میں ہے ان تغیر المجری الی حرکۃ قریبۃ کما اذا
ابدلت الضمۃ کسرۃ او الکسرۃ ضمۃ فھو عیب فی القافیۃ یسمی اقواء ۱۲۔ اور عروض المفتاح میں ہے
عیب اختلاف الوصل یسمی مثل منزلو مع منزلی اقواء ومثل منزلا مع منزلو ومنزلی اصرافا وھو اعیب۔

(ص۲۳ شعر۹) دعوا لیبتھلن لموت مزوّر   مضل فلم یسکت ولم یتحسر
(ص۲۵ شعر۲) ایا محسنی بالحمق والجہل والزھا   رویدک لا تبطل صنیعک واحذرِ
(ص۲۵ شعر۸) وان کنتَ قد ساءتک امر خلافتی   فسل مُرسلی ما ساء قلبک واحصرِ
(ص۲۷ شعر۳) سئمنا تکالیف التطاول من عدا   تمادت لیالی الجور یا ربی انصرِ
(» شعر۶) وجئنک کالموتی فاحیی امورنا   نخرّ امامک کالمساکین فاغفرِ
(» شعر۱۱) تعال حبیبی انت روحی وراحتی   وان کنت قد انست ذنبی فستّرِ
(ص۲۸ شعر۱) بفضلک انا قد عصمنا من العدا   وان جاءک قاتلی فات وانظرِ
(» شعر۲) وفجر کربی یا الٰہی ونجّنی   ومزق خصیمی یا نصیری وعفّرِ
(» شعر۶) وان کان لا یستطیع ابطال ایتی   فقل خذ من ایدی الضلالۃ وازعرِ

---

[1] یہ کتاب علم عروض سے متعلق اورنٹیل کالج کے مولوی فاضل کلاس کو پڑہائی جاتی ہے ۱۲ منہ

(ص۵ شعر۴) اذا نحن بارزنا فاین حسینکم — وان کنت تحمده فاعلن واخبر

(ص۱۵ شعر۵) ثلثة اشخاص به قد رایتهم — ومنهم الٰهی بخش فاسمع وذکر

(ص۲۳ شعر۱۰) ومواکل صخر کان فی اذیالهم — بغیظ فلم اقلق ولم اتحیر

(ص۵۲ شعر۷) فاوصیک یا ردف الحسین اباالوفا — انب واتق الله الحاسیب واحذر

(ص۶۰ شعر۱) الا تتقی الرحمان عند تصنع — ومن کان اتقی لا ابالک یحذر

(ص۶۰ شعر۷) فوافیت مجمع لدهم وقتلتهم — بضرب ولم اکسل ولم اتحسر

(ص۶۵ شعر۶) اتکفی مهلا بعض هذا التهکم — وخف قص رب قال لا تقف فاحذر

(ص۶۶ شعر۲) فان تبغنی فی حلقة السلم تلقنی — وان تطلبنی فی المیادین احضر

(ص۶ شعر۳) وارسلنی ربی لاصلاح خلقه — فیا صاح لا تنطق هوی وتصبر

(ص۶ شعر۶) وکنت امرءا ابغی الخمول من السبا — متی یاتنی من زائرین اصغر

(" شعر۷) فاخرجنی من حجرتی حکم مالکی — فقمت ولم اعرض ولم اتعذر

(ص۶ شعر۱) وانی لاخبار مقام وموقف — لدی شان فرقان عظیم معزز

(ص۶ شعر۳) ولست بتواق الی مجمع العدا — ولکن متی یستحضر القوم احضر

(ص۶ شعر۷) الا ان حسن الناس فی حسن خلقهم — ومن یقصد التحقیر خبثا یحقر

(ص۹ شعر۵) شعرنا مآل المفسدین ومن یعش — الی برهة من بعد ذلک یشعر

(ص۶ شعر۴) فتب واتق القهار ربک یا علی — وان کنت قد ازمعت حربی فاحضر

(ص۸ شعر۷) اریناک ایات فلا عذر بعدها — وان خلتها تخفی علی الناس تظهر

(" " شعر۸) اردت بمیل ذلتی فرئیتها — ومن لا یوقر صادقا لا یوقر

(ص۸۵ شعر۵) وانی لعمر الله لست بجائر — وان کنت تاتی بالصواب فادبر

(ص۸ شعر۷) وهذا العهد قد تقرر بیننا — بمل فلم ننکث ولم نتغیر

مرزاجی!

ان اشعار کے مجری کا اعراب بمنزآپ ہی کا لگایا ہوا لکھا ہے عموماً آپ نے رفع لکھے ہیں جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اقوا کی قوت سے آپ ہی دبتے اور رخوف کھاتے ہیں مگر آپ کا رفع

لکھا ہوا اگر صحیح سمجھا جاوے تو صرفی اور نحوی قاعدہ کے خلاف ہوتا ہے۔ مذہبی امور میں
تو آپ اپنے دام افتادوں کو اپنا حکم ہونا بتلایا کرتے ہیں اور دعوی کیا کرتے ہیں
کہ جو حدیث میرے دعوے کے خلاف ہو وہ غلط ہے۔ مگر صرفی اور نحوی اصول میں تو
آپ حکم یا موجد نہیں کہ جو حکم چاہیں لگائیں۔

اس عیب کے علاوہ مندرجہ ذیل اشعار مین **اصراف** لازم آتا ہے جو اس سے بھی
سخت عیب ہے۔ جسکی بابت محیط الدائرہ مین ہے ان تغیر المجری الی حرکۃ بعیدۃ کما اذا
ابدلت الضمۃ فتحۃ او بالعکس فہو عیب فی القافیۃ یسمی اصرافا و اسرافا۔ صفحہ ۱۱۰
عروض المفتاح مین ہے وھو عیب (کما مر انفا) **پس سنو!**

(صہ ۴۸ شعر ۶) دعوا حبّ دنیا کم وحبّ تعصّب ومن یشرب الصہباء یصبح مسکر
کیونکہ "مسکر" بوجہ خبر ہونے یصبح کے منصوب ہے۔ حالانکہ قصیدے کا مجری مرفوع ہے۔
(صہ ۴۹ شعر ۵) وان کان شان الامر ارفع عندکم فاین بہذا الوقت من شان جولر
کیونکہ **جولر** بوجہ شان کے مفعول بہ ہونے کے منصوب چاہئیے اور مجری رفع ہے۔
(صہ ۵۰ شعر ۳) وان حیات الغافلین لذلۃ فسل قلبہ زاد الصفا او تکدر
تکدر ماضی مبنی بر فتح ہے جو مجری کے خلاف ہے۔
(صہ ۵۱ شعر ۲) وسبّوا واذووا باتواع سبّہم وسمّوہ دجّالا وسمّوہ ابتر
ابتر بوجہ مفعول ثانی ہونے سمّوا کے منصوب چاہئے جو مجری سے خلاف ہے۔
(صہ ۵۶ شعر ۱) وقد کان صحف قبلہ مثل خارج فجاء لتکمیل الوری لیعزر
لیعزر۔ لام کے کے بعد ان ناصبہ مقدرہ ہونیکی وجہ سے منصوب ہوگا جو مجری کے خلاف ہے۔
(صہ ۶۲ شعر ۲) وکیف عفوا اولاد لم یکسرھا وکان سنا برقی من الشمس اظہر
اظہر بوجہ خبر ہونے کان کے منصوب چاہئے۔
(صہ ۶۵ شعر ۱۰) وکم من عدو کان من اکبر العدا فلما اتانی صاغرا صرت اصغر
اصغر بوجہ خبر ہونے صرت کے منصوب چاہئیے جو مجری کے مخالف ہے۔
(صہ ۶۶ شعر ۱۱) اکان حسین افضل الرسل کلہم اکان شفیع الانبیاء ومؤثر

موثر بوجہ معطوف ہونے شفیع کے کان کی خبر منصوب ہے۔

(صٹ شعر ۹) اتزعم ان رسولنا سیّد الوری علی زعم ھمانیہ توفی ابتر

ابتر بوجہ حال ہونے توفی کی ضمیر کے منصوب ہے۔

(صٗ شعر ۸) أأخیت ذئباً عائثاً او اباالوفا او افیت مذاً او دعیت امرقیس

امرقیس بوجہ مفعول بہ یا حسب ترجمہ مصنف مفعول فیہ ہونے کے منصوب ہے۔ نیز ہمزہ ثقل آتا ہے گرانا جائز نہیں قطعی ہے۔

(صٗ شعر ۲) وصبّت علی راس النبی مصیبۃٌ ودقّوا علیہ من السیوف المغفر

المغفر بوجہ مفعول بہ ہونے دقّوا کے منصوب ہے۔

(صٗ شعر) وکنت اذا اُخیّرت للبحث والوغا سطوت علینا شأتما لتوقّر

لتوقر بوجہ مقدر ہونے ان ناصبہ کے منصوب چاہئے جو مجری کے خلاف ہو۔

(صٗ شعر ا) نفکن یجھدنّ خمس عشرۃ لیلۃً وناد حسیناً اوظفراً واصغر

اصغر بوجہ معطوف ہونے مفعول بہ کے منصوب ہے۔

(صٗ شعر ۲) رمیت لاغتالن وماکنت رامیاً ولکن رماہ اللہ ربی لیظھر

لیظھر بوجہ ان مقدرہ کے منصوب ہے۔

اقوا اور **اصراف** گو بعض شعرا کی کلاموں میں آئے ہیں مگر ناقدین انکو معیوب گنتا ہے۔ چنانچہ عبارات کتب عروض اوپر گذر چکی ہیں۔

علاوہ اسکے مندرجہ ذیل اشعار میں سقم معنوی بھی ہیں۔

(صٗ شعر ۹) فسل ایھا القاری اخاک اباالوفا لما یخدع الحمقی وقد جاء منذر

عام مخاطب کو جسمیں اپنی جماعت کے افراد ناقصہ اور کاملہ بھی داخل ہیں ابوالوفا کا بھائی یعنی مثیل بنایا ہے اور ابوالوفا کو خدع سے موصوف کیا ہے حالانکہ ایھا القاری بحیثیت عموم کے خدع سے موصوف نہیں ہو سکتا۔

(صٗ شعر) وانّ قضاء اللہ مایخطیٔ الفتی لہ خافیاتٌ لایراھا مفکّر

لایراھا کا فاعل **مفکر** کو بنایا ہے حالانکہ مفکر کا کام رویت نہیں بلکہ فکر ہے۔

(صٗ شعر ۵) ولوان قومی انسونی کطالب دعوت لیحطوا عن عقل وبصّروا

ویبصروا کا عطف موت پر مراد نہین اور یعطوا پر صحیح نہین -

(ص۳۲ شعر ۴) ایا عابد الحسنین ایان واللظی   ومالک تختار السعیر وتشعر

وتشعر پر واو غلط ہے کیونکہ مضارع حال ہو تو صرف ضمیر سے آتا ہے - کافیہ مین ہے

والمضارع المثبت بالضمیر وحدہ اور تختار پر عطف مراد نہین -

(ص۳۵ شعر ۱۱) تقلدت للک الویلات یا ارض جولر   لُعنت بملعون فانت تدمر

انتِ ضمیر مؤنث مخاطب ہے، اور تدمر صیغہ مذکر مخاطب ہے، اور اگر تدمین ہو تو نہ وزن

درست رہیگا اور نہ قافیہ بے عیب -

(ص۳۵ شعر ۷) فیاتی من اللہ العلیم معلم   ویہدی الی اسرارہا ویفسر

اسرارہا مین ضمیر مؤنث اللہ جل شانہ کیطرف پہیردی ہے

(ص۳۶ شعر ۹) وان کان ہذا الشرک فی الدین جائزا   فبا للغو رسل اللہ فی الناس یُعثروا

یہہ شعر بعینہ اور ہو بہو ص۳۵ کا گیارہوان شعر ہے -

(ص۳۶ شعر ۸) نری برکات نزلوہا من السما   لنا کاللواقح والکلام ینضر

نزلوہا مین ضمیر فاعل کا مرجع پہلے مذکور نہین -

بتلائیے جس چہوٹے سے قصیدے مین سرسری نظر سے اتنی غلطیان لفظی اور معنوی ہون

وہ بہی اس قابل ہو سکتا ہے کہ **اعجازیہ** کا معزز لقب پا سکے اور اسکو بے مثل کہا جاوے - ہان اگر

بے مثل کے یہ معنی ہین کہ اس جیسا غلط کلام اور قصیدہ دنیا بہر مین کوئی نہین تو ہمین بہی مسلم ہے -

علاوہ اسکے ہمنے مانا کہ مرزاجی کا یہ قصیدہ ایسا معجزہ ہے کہ اسکے مقابلہ سے کل دنیا دیانچ روز

مین بنانے سے، عاجز ہے تو یہ معجزہ تو انکو (بقول مرزاجی) اس تین سالہ میعاد سے پہلے کا حاصل ہے

۱۳۱۱ھ سے آپ مختلف تصنیفات کو بطور معجزہ (دیگر مقیدہ) بتلاتے آئے ہین - رسالہ **نورالحق** -

کرامات الصادقین - سرالخلافہ - وغیرہ رسائل شاہد عدل ہین - نیز ۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء کے

پیسہ اخبار مین آپنے صاف لفظون مین لکہا ہے کہ "عرصہ دس سال سے میرا دعویٰ عربی مین اعجاز نمائی

کا ہے" پہر جو نشان اور معجزہ اس پیشگوئی سے سات سال پہلے کا آپکو حاصل ہے اُسی کو اتنی دانت

پیس پیس کر خدا سے طلب کرنا تحصیل حاصل نہین تو کیا ہے ؟

علاوہ اس کے اس نشان کی تعریف مین تو یہ بھی داخل ہے کہ وہ آسمانی نشان ہوگا۔ جو انسانی ہاتھوں سے بالا ہو۔ حالانکہ اس قصیدہ کے لکھنے مین انسان کے ہاتھوں کو دخل ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ بموجب الہام مندرجہ دافع البلاء انت منی بمنزلۃ اولادی (یعنی خدا فرماتا ہے کہ تو اے مرزا میری اولاد کے رتبہ پر ہے) انسانیت سے مسلوب ہو ورنہ بظاہر تو آپ انسان ہین

خلاصہ یہ کہ ان معقول وجوہ کا جبتک آپ جواب ندین اس کتاب کو اُس نشان سلسلہ کا مصداق نہین بنا سکتے۔

چونکہ تمام ملک نے دیکھ لیا کہ ان تین سال کی مدت مین آپکی تائید اور تصدیق مین کوئی آسمانی نشان ظاہر نہین ہوا پس ہمارا حق ہے کہ ہم آپ ہی کے فرمودہ پر ایمان رکھین جو آپنے درصورت نہ ظاہر ہونے آسمانی نشان کے اپنے حق مین فرمایا ہے جو شروع مین نقل ہو چکا جسکو ہم لغرض مزید تشفی اپنے ناظرین کے دوبارہ لکھکر انپر بھی دستخط کئے دیتے ہین۔ سُنئے فرماتے ہین۔

"مین نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہو تو مین ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہون جیسا مجھے سمجھا گیا" صفحہ ۱۲ اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

پس ہمارا بھی اسی پر صاد ہے اور آپکو واقعی اس فیصلہ مین حکم مانکر آپکے فیصلہ کو بسر و چشم رکھتے ہین۔ امنا وصدقنا فاکتبنا مع الشاهدین۔

چھٹی پیشگوئی متعلق طاعون پنجاب

اس پیشگوئی کی اصل بنیاد وہ اشتہار ہے جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء کا ہے۔ جسمین یون مذکور ہے۔

"مین نے خواب مین دیکھا کہ خدا تعالےٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات مین سیاہ"
"رنگ کے پودے لگا رہے ہین اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک"
"اور چھوٹے چھوٹے قد کے ہین۔ مین نے بعض لگانے والون سے پوچھا کہ یہ کیسے"
"درخت ہین۔ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہین جو عنقریب ملک"
"مین پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اُسنے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے مین یہ مرض"
"پھیلیگا یا یہ کہ اس سے بعد کے جاڑے مین پھیلیگا" (اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء)"

پس ہم مرزا جی کے اشتباہ کی آخری مدت ہی لیتے ہین تو بھی اس حساب سے فروری ۱۹۰۰ء کے اندر طاعون کا زور ہونا چاہئے تھا - مگر خدا کے فضل سے ایسا نہوا بلکہ ۱۹۰۲ء مین یعنی مرزا جی کی پیشگوئی سے پورے دو سال بعد پنجاب کے بعض شہرون اور قصبون مین طاعون ہوا پھر بھی ایسا کہ مرزا جی شاید ایسے سے خوش نہون (خدا انکو خوش نکرے) ہمارے شہر امرتسر جیسے کثیر التعداد آبادی مین اندنون (نومبر دسمبر ۱۹۰۲ء) مین جو بقول مرزا جی طاعون کیوجہ سے خدا کے روزہ کھولنے کا زمانہ ہے (دیکھو دافع البلا مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۱۴) اوسط اموات ۳۵ - ۳۶ کل امراض سے ہوتی رہی جنمین ۲ - ۳ - یا حد سے ۴ - ۵ طاعون سے بھی مرتے رہے - حالانکہ بقول مرزا جی یہی نومبر ۱۹۰۲ء طاعون کے ایسے زور کا مہینا تہا جو لکھتے ہین کہ "وہ ابتدا نومبر ۱۹۰۲ء سے خدا تعالے اپنا روزہ کہولیگا - اُسوقت معلوم ہوجائیگا کہ اس افطار کے وقت کون کون ملک الموت کے قبضے مین آیا ہے " (رسالہ دافع البلا مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۱۴)

ساتوین پیشگوئی متعلق حفاظت قادیان

اس پیشگوئی پر تو مرزا جی نے اپنی صداقت کا بہت کچھ مدار رکھا ہے - اصل الہام اسبارے مین یہ ہے "انہ اوی القریۃ" جسکی بابت فروری ۱۸۹۸ء تک صاف اقرار ہے - کہ "یہ فقرہ کہ انہ اوی لقریۃ ابتک اسکی معنی میرے پر نہین کھلے" (دیکھو اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء) مگر اس سے بعد تو اسپر اتنے حاشیے لگائے گئے ہین کہ الامان بقول شخصے ڈاڑہی سے مونچھین زیادہ - رسالہ دافع البلا مین تو اسقدر زور ہے کہ تمام دنیا کے لوگون کو للکارا جاتا ہے کہ کوئی ہے کہ وہ بہی ہماری طرح اپنے اپنے شہر کی بابت کہے کہ انہ اوی القریۃ - جس حال مین طاعون نے قادیان سے دو دو کوس کے فاصلے پر آفت برپا کر رکہی ہے قادیان مین کیون نہین آتا بلکہ جو کوئی باہر کا آدمی قادیان مین آجاتا ہے تو وہ بہی اچہا ہوجاتا ہے - وغیرہ وغیرہ (دیکھو دافع البلا) مگر خدا کی شان کیا ہی کسی نے سچ کہا ہے - ؎

حباب بحر کو دیکھو وہ کیسی سر اٹھاتا ہے تکبر وہ بری شئی ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہی

چند روز تو مرزا جی نے بہت ہی کوشش کی کہ قادیان کے طاعون کا اظہار نہو مگر بکری کی

ہان کب تک خیر منائیگی" آخر جب یہ امر ایسا محقق ہوگیا کہ مرزاجی کو اپنی جان کے لالے پڑگئے
تو ایک اعلان جلی حرفون مین جاری کیا جو درج ذیل ہو۔

"**اعلان**۔ چونکہ آجکل مرض طاعون ہر ایک جگہ بہت زور پرہے اگرچہ"
"اگرچہ کادیان مین نسبتاً آرام ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برعایت اسباب"
"بڑا مجمع جمع ہونے سے پرہیز کیجائے۔ اسلئے یہ قرین مصلحت معلوم ہوا کہ دسمبر کی تعطیلون مین"
"جیسا کہ پہلے اکثر احباب قادیان مین جمع ہوجایا کرتے تھے۔ اب کی دفعہ اس اجتماع کو"
"بلحاظ مذکورہ بالا ضرورت کے موقوف رکھیں اور اپنی اپنی جگہ پر خدا سے دعا کرتے"
"رہین کہ وہ اس خطرناک ابتلا سے انکو اور انکے اہل وعیال کو بچا دے" (دیکھو اخبار
البدر۔ قادیان۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۲ء)

اللہ اللہ کس دبی زبان سے کادیان مین طاعون کے ہونے کا اقرار ہے کس
سوچ بچار سے لکھا گیا ہے کہ "نسبتاً آرام ہو" جب ہی دام افتادون کو بالکل ہی آرام معلوم
ہو مگر دانا اس **نسبتاً** کے لفظ کی نسبت کو سمجھتے ہین اور اسکی جانچ کرنے کو سرکاری رپورٹین
پیش کرتے ہین۔ چنانچہ کادیان کے اخبار البدر (جو مرزاجی کا ڈائری نویس ہو) کے نمبر ا صـ
پر لکھا ہے کہ "رائے پرتاب سنگہ نے (جو کادیان مین لوگون کو ٹیکہ کرانے آئے تھے) کہا کہ مین مرزا
صاحب سے بھی کہتا مگر انہون نے ڈھنگ بنایا ہوا ہے اسلئے مین سر دست انکی خدمت مین کچھہ
نہین کہتا۔ مین یہان نہ آتا مگر چونکہ متواتر رپورٹ پہونچی ہے کہ چوہڑون مین طاعون ہے، اسلئے آنا
پڑا" تو کس نازو انداز سے بعد تسلیم وجود طاعون دبی زبان سے تاویل فرماتے ہین۔

"انہ اوی القریۃ" مین **قریۃ** کا لفظ ہو کادیان کا نام نہین اور قریۃ قیر سے نکلا ہی جسکے معنے
جمع ہونے اور اکٹھے بیٹھکر کہانے کے ہین یعنی وہ لوگ جو آپسمین مواکلت رکھتے ہون۔ اسمین
ہندو اور چوہڑے بہی داخل نہین ہونگے (اخبار مذکور صـ) حالانکہ دافع البلا مطبوعہ ریاض ہند صـ
پر لکھتے ہین کہ "خدا نے سبقت کرکے قادیان کا نام لے دیا ہو" اب یہان صاف ہی انکار ہی
اللہ اللہ کیا سچ ہے ؎

لوان صدرالفعل یبادون للفتی کاعقابہ لم تلفہ یتندم۔

اگر ان کو اپنے کامون کا انجام معلوم ہو۔ تو شرمندہ کیون ہو۔

خدا کی شان ابھی کل ہی کا ذکر ہے کہ یون لکھا جاتا تھا اور شور مچایا جاتا تھا کہ "قادیان کو

اسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا - کیونکہ یہ اُسکے رسول کا تختگاہ ہو اور یہ تمام امتون کی

لئے نشان ہو" (دافع البلاء) مگر آج یہ بات کھلی کہ قادیان کا نام ہی نہین - قادیان کے

رہنے والون سے ہمنے بگوش خود سنا کہ اگر مرزا یہ پیشگوئی نکرتا تو قادیان مین کبھی طاعون نہ آتا

جب اسنے پیشگوئی کی ہو - ہمنے اُسی روز سے سمجھا تھا کہ ہماری خیر نہین خدا اسکی تکذیب

کرنے کو قادیان مین ضرور ہی طاعون بھیجیگا - سو ایسا ہی ہوا۔

ناظرین! خدارا ذرہ رسالہ دافع البلاء کو اٹھا کر ملاحظہ فرمائیے - پھر مرزا جی کی یہہ

توجیہ بھی پڑہیے تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ کسی اُستاد کا قول کیسا سونے سی لکھنے کے قابل ہو -

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے   وہ ساری اُنکی شیخی جھڑی دو گھڑی کے بعد

ہمارا ارادہ تھا کہ ہم قادیان مین طاعون زدون کی فہرست لکھین جسمین مرزا جی کے

مرید بھی ہوتے - مگر مرزا جی کی اس تاویل نے کہ الہام مین قادیان کا نام ہی نہین الہام

مین تو قریۃ کا لفظ ہے جسمین سوائے مرزا جی اور اُنکے اہل بیت کے کوئی دوسرا آہی نہین

سکتا - اسلئے ہم یہ ارادہ ملتوی کرتے ہین اور انتظار کرتے ہین کہ خداوند تعالی کوئی ایسی

صورت پیدا کرے کہ مرزا جی حسب عادت شریفہ اس تاویل سے بھی روگردان ہون جو بنظر حالات

موجودہ بعید نہین - وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

آٹھوین پیشگوئی خاکسار راقم کے متعلق

رسالہ اعجاز احمدی جسکا ذکر رسالہ پیشگوئی مین مفصل ہو چکا ہے - اسکے صد۱ و ۲۳ پر خاکسار

کو ان لفظون مین دعوت دیتے ہین -

"اگر یہ (مولوی ثناء اللہ) سچے ہین تو قادیان مین آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کرین"

"عہ اور ہر ایک پیشگوئی کیلئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جاویگا اور آمدو رفت کا کرایہ علیحدہ" صلا

"مولوی ثناء اللہ نے کہا تھا کہ سب پیشگوئیان جھوٹی نکلین اسلئے ہم انکو مدعو کرتے ہین اور"

عہ اہل زبان اس عطف کو غور سے دیکھین اور الہامی صاحب کے اعجاز کی داد دین منہ

" خدا کی قسم دیتے ہین کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیان مین آوین رسالہ نزول المسیح مین "
" ڈیڑہ سو پیشگوئی میننے لکھی ہو تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت مین پندرہ ہزار روپیہ مولوی "
" ثناء اللہ صاحب لیجائینگے - اسوقت ایک لاکہہ سے زیادہ میری جماعت ہے پس اگر مین مولویصاحب "
" موصوف کیلئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدون سے لونگا - تب بھی ایک لاکہہ روپیہ ہوجائیگا "
" وہ سب انکی نذر ہوگا " صـ ۲۳ "

اسی بیان کے متعلق ایک دو پیشگوئیان بھی جڑدی ہین چنانچہ لکھتے ہین -

" اور واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میری ظاہر ہونگے (۱) وہ "
" قادیان مین تمام پیشگوئیون کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہین آئینگے اور سچی پیشگوئیوںکی "
" اپنے قلم تصدیق کرنا انکے لئے موت ہوگی (۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق "
" کے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مرینگے (۳) اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ "
" کے مقابلہ سے عاجز رہکر جلد تر انکی روسیاہی ثابت ہوجائیگی " (اعجاز احمدی صـ ۳۷) "

نمبر سویم کا جواب تو سہ سالہ پیشگوئی کے ذکر مین ہوچکا ہے - نمبر دویم کا جواب اسکو سوا کیا ہے -
کہ ما تدری نفس بای ارض تموت (کسی نفس کو معلوم نہین کہ کونسی زمین مین مریگا -)
چونکہ یہہ خاکسار نہ واقع مین اور نہ آپکی طرح نبی - یا رسول - یا ابن اللہ - یا الہامی ہے
اسلئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہین کرسکتا - چونکہ آپکی غرض یہ ہے کہ اگر مخاطب پہلے مرگیا تو چاندی
کھری ہے اور اگر خود بدولت تشریف لے گئے (خس کم جہان پاک) تو بعد مرنے کے کسی نے قبر پر پیشاب
کرنے آنا ہے اسلئے آپ ایسی ویسی بیہودہ شرطین باندہتے ہین مگر مین افسوس کرتا ہون کہ جہوان
باتون پر جرأت نہین اور یہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے ذلت نہین -
ہان نمبر اول کا جواب بیشک میرے بس مین تہا - جو درصورت واقع نہونے کے پیشگوئی

عـہ کیا مرزاجی درصورت ڈیڑہ سو پیشگوئی جہوٹی ثابت ہونے کے بھی آپکو مرید آپکو ایک ایک
روپیہ نذرانہ دینگے؟ جب تو بڑی ہی عقل کے پتلے اور ایمان کی پکی ہونگے - حق تو یہ ہے کہ آپکو مرید بھی تو
ویسے ہی ہین ہم بھی آپکی داد دیتے ہین - اگر وہ ایسے نہوتے تو مجھے قادیان مین موجود دیکھتے ہی آپ سے
الگ نہو جاتے؟ کیونکہ میرے وہان پہنچتے ہی آپکی پیشگوئی مندرجہ صـ ۳۷ - اعجاز احمدی غلط ہوگئی تہی منہ

کا مصداق ہو سکتا ہاگر افسوس کہ یہ بہی صحیح نہین ہوئی - چنانچہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو راقم فی قادیان
مین پہونچکر مرزاجی کو رقعہ مندرجہ ذیل لکھا جو یہ ہے -

"بسم اللہ الرحمن الرحیم - بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان"
"خاکسار حسب دعوت آپکی مندرجہ اعجاز احمدی صـ۱۱ و ۲۳ قادیان مین اسوقت حاضر ہی"
"جناب کی دعوت کو قبول کرنے مین آجتک رمضان شریف مانع رہا ورنہ اتنا توقف"
"نہوتا مین اللہ جل شانہ کی قسم کہاتا ہون کہ مجہی جنابسی کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہین - چونکہ"
"آپ (بقول خود) ایک ایسی عہدہ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہین جو تمام بنی نوع کی ہدایت کیلئے"
"عموماً اور مجھ جیسے مخلصون کیلئے خصوصاً ہی - اسلئے مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری"
"تفہیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگی اور حسب وعدہ خود مجہی اجازت بخشینگے کہ مین مجمع"
"مین آپکی پیشگوئیونکی نسبت اپنی خیالات ظاہر کرون - مین مکرر آپکو اپنی اخلاص اور صعوبت"
"سفر کیطرف توجہ دلا کر اسی عہدہ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہون کہ آپ مجہی ضرور ہی موقع دین -"
بتاریخ ۱۰ وقت ۲ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء آپکا الوفاء ثناء اللہ از قادیان -

آسکا جواب مرزاجی کیطرف سی نہایت ہی شیرین اور مزیدار پہونچا جو مندرجہ ذیل ہی -

"بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم -"
"از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ واید - بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب -"
"آپکا رقعہ پہونچا - اگر آپ لوگون کی صدق دل سی یہ نیت ہو کہ اپنی شکوک و شبہات"
"پیشگوئیون کی نسبت یا انکی ساتہ اور امور کی نسبت بہی جو دعوی سے تعلق رکہتی ہون"
"رفع کرا دین تو یہ آپ لوگون کی خوش قسمتی ہوگی اور اگرچہ مین کئی سال ہو گئی کہ اپنی"
"کتاب انجام آتہم مین شایع کر چکا ہون کہ مین اس گروہ مخالف سی ہرگز مباحثات نہین"
"نہین کرونگا - کیونکہ اسکا نتیجہ بجز گندی گالیون اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ"
"ظاہر نہین ہوا - مگر مین ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کیلئے طیار رہون - اگرچہ"
"آپنے اس رقعہ مین دعوی تو کر دیا ہے کہ مین طالب حق ہون مگر مجھے تامل ہی کہ اس دعوی"
"پر آپ قایم رہ سکین - کیونکہ آپ لوگون کی عادت ہی کہ ہر ایک بات کو کشان کشان"

سلہ مرزاجی کی دو حالتین ہین [illegible] - منہ

" بیہودہ اور لغو مباحثات کیطرف لے آتے ہین اور مین خدائے تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا "
" ہون کہ ان لوگون سے مباحثات ہرگز نہین کرونگا - تو وہ طریق جو مباحثات سے "
" بہت دور ہے وہ یہہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کیلیئے اوّل یہ اقرار "
" کر دین کہ آپ منہاج نبوت سے باہر نہین جائینگے اور وہی اعتراض کرینگے جو آنحضرت "
" صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت عیسےٰ پر یا حضرت موسیٰ پر یا حضرت یونس پر عاید نہوتا ہو "
" اور حدیث اور قرآن کی پیشگوئیون پر زد نہو - دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی "
" بولنے کے ہرگز مجاز نہین ہونگے - صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دیدین کہ میرا "
" یہ اعتراض ہے - پھر آپکو عین مجلس مین مفصل جواب سنایا جائیگا اعتراض کیلیئے لمبا لکھنے کی "
" کوئی ضرورت نہین ایک سطر یا دو سطر کافی ہین - تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایکدن مین "
" صرف ایک ہی آپ اعتراض پیش کرینگے - کیونکہ آپ اطلاع دیکر نہین آئے - چورون کی "
" طرح آ گئے اور ہم ان دنون باعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے "
" زیادہ وقت نہین خرچ کر سکتے - یاد رہے کہ یہ ہرگز نہین ہوگا کہ عوام کالانعام کے "
" روبرو آپ وعظ کیطرح لمبی گفتگو شروع کر دین بلکہ آپنے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا - "
" جیسے [ع] صُمٌّ بُکمٌ - یہ اسلیئے کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ مین نہو جاوے - اوّل صرف ایک "
" پیشگوئی کی نسبت سوال کرین - تین گھنٹہ تک مین اسکا جواب دے سکتا ہون - اور "
" ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپکو متنبہ کیا جاویگا - کہ اگر ابھی تسلی نہین ہوئی تو اور لکھہ کر "
" پیش کرو - آپکا کام نہین ہوگا کہ اُسکو سنا دین ہم خود پڑھ لینگے - مگر چاہیئے کہ دو تین "
" سطر سے زیادہ نہو - اس طرز مین آپکا کچھہ حرج نہین ہے - کیونکہ آپ تو شبہات دور "
" کرانے آئے ہین - یہ طریق شبہات دور کرانے کا بہت عمدہ ہے - مین باواز بلند "
" لوگون کو سنا دونگا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کے دل مین یہ وسوسہ "
" پیدا ہوا ہے اور اسکا یہ جواب ہے - اسی طرح تمام وساوس دور کر دیئے جائینگے "
" لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ مین آپکو بات کا موقع دیا جاوے - تو یہ ہرگز نہین "
" ہوگا - چودھوین جنوری ۱۹۰۳ء تک مین اسجگہ ہون - بعد مین ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء کو "

عہ کیا مزاجی! صُمٌّ بُکمٌ ہو کر بھی آپکی تقریر سُنی جا سکتی ہے؟ شاید معجزہ ہو! نہین نہین یہ مُنہ اس لائق کہان - کاتب -

۵ چہ خوش مولوی صاحب تو آپکی دعوت کیمطابق تکذیب کو آئے ہین - یہ آپکی معمولی چالاکی ہے - کاتب -

"ایک مقدمہ پر جہلم جاؤنگا - سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے - لیکن چودہ جنوری ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹہ"
"تک آپکے لئے خرچ کرسکتا ہون اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لین تو یہ ایک ایسا طریق"
"ہے کہ اس سے آپکو فائدہ ہوگا - ورنہ ہمارا اور آپ لوگون کا آسمان پر مقدمہ ہے"
"خود خدائے تعالی فیصلہ کردیگا - والسلام علی من اتبع الہدی -"
"سو چکر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر دو سطر سے زیادہ نہو ایک ایک"
"گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جائینگے اور مین وہ وسوسہ دور کرتا جاؤنگا - ایسا ہی"
"صدہا آدمی آتے ہین اور وسوسے دور کرا لیتے ہین - ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور"
"اس بات کو پسند کرلیگا - اُسکو اپنے وساوس دور کرانے ہین اور کچھ غرض نہین لیکن"
"وہ لوگ جو خدا سے نہین ڈرتے انکی تو نیتین ہی اور ہوتی ہین -"
"بالآخر اس غرض کیلئے کہ اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہین قادیان سے بغیر تصفیہ"
"کے خالی نہ جاوین - دو قسمون کا ذکر کرتا ہون - اول چونکہ مین انجام آتہم مین"
"خدائے تعالے سے قطعی عہد کرچکا ہون کہ ان لوگون سے کوئی بحث نہین کرونگا"
"اسوقت پھر اُسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہون کہ مین زبانی آپکی کوئی بات نہین"
"سنونگا - صرف آپکو یہ موقع دیا جاویگا کہ آپ اول ایک اعتراض جو آپکے نزدیک سب سے"
"بڑا اعتراض کسی پیشگوئی پر ہو ایک سطر یا دو سطر یا حد تین سطر تک لکھ کر پیش کرین"
"جسکا یہ مطلب ہو کہ یہ پیشگوئی پوری نہین ہوئی اور منہاج نبوت کی رو سے قابل اعتراض ہے"
"اور پھر چپ رہین اور مین مجمع عام مین اُسکا جواب دونگا - جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہون"
"پھر دوسرے دن اسی طرح دوسری پیشگوئی لکھ کر پیش کرین - یہ تو میری طرف سے خدا"
"تعالے کی قسم ہے کہ مین اس سے باہر نہین جاؤنگا اور کوئی زبانی بات نہین سنونگا اور"
"آپکی مجال نہین ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکین اور آپکو بھی خدائے تعالی کی قسم دیتا"
"ہون کہ آپ اگر سچے دل سے آئے ہین تو اسکو پابند ہوجائین اور ناحق فتنہ و فساد مین عمر"
"بسر نکرین - اب ہم دونون مین سے ان دونون قسمون سے جو شخص انحراف کریگا -"
"اُسپر خدا کی لعنت ہو - اور خدا کرے کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی مین"

سلہ مرزا جی کہے دوستو! میرے قادیان پہونچنے کی رسید لے لو -

" دیکھ لی آمین - سو مین اب دیکھون گا کہ آپ سنت نبوی کے موافق اس قسم کو پورا "
" کرتے ہین یا قادیان سے نکلتی ہوئی اس لعنت کو ساتھ لیجاتے ہین اور چاہیے کہ اول "
" آپ مطابق اس عہد موکد بقسم کی آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھ کر بھیجدین "
" اور پھر وقت مقرر کرکے مسجد مین مجمع کیا جاویگا اور آپکو بلایا جاویگا اور عام مجمع "
" مین آپ کے شیطانی وساوس دور کردئیے جائینگے - مرزا غلام احمد بقلم خود "

کیسی صفائی اور ہوشیاری کے ساتھ بحث سے انکار کرتے ہین حالانکہ تحقیق حق کیلئے رجوع بالکل بحث ہی کا مرادف (ہم معنے) لفظ ہے، صـ۲۳ پر مجھے بلایا ہے اور صاف منکر ہین بلکہ مجھے ایسی خاموشی کا حکم دیتے ہین کہ صُمٌّ بُکْمٌ (بہرہ - گونگا) ہوکر آپکا لیکچر سنتا جاؤن - مگر نہین معلوم بُکْمٌ یعنی گونگا ہوکر تو مین سن سکتا ہون صُمٌّ (بہرہ) ہوکر کیا سنونگا - شاید یہ بھی معجزہ ہو - خیر بہرحال اسکا جواب جو خاکسار کیطرف سے گیا وہ درج ذیل ہے -

" الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفی - "
" اما بعد از خاکسار ثناء اللہ - بخدمت مرزا غلام احمد صاحب - "
" آپکا طولانی رقعہ مجھے پہونچا - مگر افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا "
" جناب والا جبکہ مین آپکی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صـ۲۳ حاضر ہوا ہون اور "
" صاف لفظون مین رقعہ اول مین انہین صفحون کا حوالہ دیچکا ہون تو پھر اتنی طول "
" کلامی جو آپنے کی ہے بجز العادۃ طبیعۃ ثانیۃ کے اور کیا معنی رکھتی ہے - "
" جناب من یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیازمند "
" کو تحقیق کیلئے بلاتے ہین اور لکھتے ہین کہ مین (خاکسار) آپکی پیشگوئیون کو جھوٹی ثابت کرون "
" تو فی پیشگوئی مبلغ سو روپیہ انعام لون اور اس رقعہ مین آپ مجھ کو ایک دو سطرین لکھنے کے "
" پابند کرتے ہین اور اپنے لئے تین گھنٹے تجویز کرتے ہین تلک اذا قسمۃ ضیزی - "
" بھلا یہ کیا تحقیق کا طریق ہے کہ مین ایک دو سطرین لکھون اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائین "
" اس سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت کرکے پچھتا رہے ہین اور اپنی دعوت سے "
" انکاری ہین اور تحقیق سے اعراض کرتے ہین جسکی بابت آپنے مجھے صـ۲۳ پر دعوت دی ہے "

"جناب الا! کیا انہین ایک دو سطرون کے لکھنے کے لئے آپنے مجھے دردولت پر حاضر"
"ہونے کی دعوت دی تھی جس عمدہ مین امرتسر ہی مین بیٹھا ہوا کرسکتا تھا اور کرچکا"
"ہون - مگر چونکہ مین اپنی سفر کی صعوبت کو یاد کرکے بلا نیل مرام واپس جانا کسیطرح"
"مناسب نہین جانتا - اسلئے مین آپکی اس بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہون کہ مین"
"دو تین سطرین ہی لکھونگا اور آپ بلاشک تین گھنٹے تک تقریر کرین - مگر اتنی اصلاح"
"ہوگی کہ مین اپنی دو تین سطرین مجمع مین کھڑا ہو کر سناؤنگا اور ہر ایک گھنٹے کے بعد"
"پانچ نہایت دس منٹ تک آپکے جواب کی نسبت رائے ظاہر کرونگا اور چونکہ مجمع عام"
"آپ پسند نہین[۱] کرتے اسلئے فریقین کے محدود آدمی ہونگے جو پچیس پچیس سے زاید نہونگے"
"آپ میرا بلا اطلاع آنا چورونکی طرح فرماتے ہین کیا مہمانون کی خاطر اسی کو کہتے ہین"
"اطلاع دینا آپنے شرط نہین کیا تھا - علاوہ اسکے آپکو آسمانی اطلاع ہو گئی ہو گی -"
"آپ جو مضمون سنائینگے وہ اسی وقت مجھکو دیدیجئے گا - کارروائی آج ہی شروع"
"ہو جائے - آپکے جواب آنے پر مین اپنا مختصر سا سوال بھیجدونگا - باقی لعنتون"
"کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث[۲] مین موجود ہے - ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء ثناء اللہ"

کیسے معقول طریق سے راقم نے اپنی وجوہات بتلائی اور کس نرمی سے مرزا جی کی پیش کردہ تجویز تھوڑی سی خفیف اصلاح کے ساتھ (جسے کوئی منصف مزاج ناپسند نکریگا) بعینہ منظور کرلی مگر مرزا جی اور معقولیت ع این خیال ست و محال ست جنون - چنانچہ آپ اس رقعہ پر ایسے خفا ہوئے اور اتنی گالیان دین کہ کہنے سننے سے باہر ہم انکو اپنی لفظون مین نہین بلکہ قاصد دنکے لفظون مین حاشیہ[۳] پر لکھتے ہین - آخر اس خفگی مین آپنے رقعہ کا جواب بھی ندیا اور اپنے

۳ شہادت — ہم خدا کو حاضر ناظر جانکر بحکم لا تکتموا الشہادۃ سچ کہتے ہین کہ جب ہم مولینا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب کا خط لیکر مرزا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے - تو جناب ایک ایک فقرہ سُنتے جاتے تھے اور بڑے غصے سے بدن پر رعشہ تھا اور دہان مبارک سے خوب گالیان دیتے تھے اور حضار مجلس مریدان بھی ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ حضرت! واقعی ان دہولوی، لوگون کو تہذیب اور تمیز نہین - چند الفاظ جو مرزا صاحب نے علمار کی

[۲] وہ یہ ہے کہ لعنت کا مخاطب اگر لعنت کا حقدار نہین تو کرنے والے پر پڑتی ہے ۱۲

دیکھو صـ سطر ۴ کتاب ہذا

ایڈیگانگون کو حکم دیا کہ لکھہ و چنانچہ وہ یہہ ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم - حامداً و مصلیاً"

"مولوی ثناء اللہ صاحب! آپکا رقعہ حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود و مہدی"
"معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیخدمت مبارک مین سنا دیا گیا چونکہ مضامین اسکے"
"محض عناد اور تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے"
"صاف ظاہر ہوتی تھی - لہذا حضرت اقدس کیطرف سے اسکا یہی جواب کافی ہے"
"کہ آپ کو تحقیق حق منظور نہین ہے - اور حضرت اقدس انجام آتھم مین اور نیز"
"اپنے خط مرقومہ جواب رقعہ سامی مین قسم کہا چکے اور اللہ تعالے سے عہد کر چکے"
"ہین کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نکرینگے - خلاف معاہدہ الہی کے"
"کوئی مامور من اللہ کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے - طالب حق کیلئے جو طریق"
"حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے کیا وہ کافی نہین لہذا آپکی اصلاح جو بطرز شان"
"مناظرہ آپنے لکھی ہے وہ ہرگز منظور نہین ہے - اور یہ بھی منظور نہین فرماتے"
"ہین کہ جلسہ محدود ہو بلکہ فرماتے ہین کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرائے مجتمع ہون"
"تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جاوے - والسلام علی من اتبع الہدی - ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء"

گواہ شد محمد سرور - و ابو سعید عفی عنہ - کہ خاکسار محمد احسن بحکم حضرت امام الزمان

نسبت عموماً اور مولانا ثناء اللہ صاحب کی نسبت خصوصاً فرمائی تھے یہ ہین - خبیث
شریر - کتا - بدذات - گوہ خوار ہے - ہم اسکو کبھی نہ بولنے دینگے - گدہی کیطرح
لگام دیکر بٹھاینگے - اور گند کی اسکے منہ مین ڈالینگے - لعنت ہی لیکر جائیگا - اسکو کہو کہ لعنت
لیکر قادیان سے چلا جاے - وغیرہ وغیرہ -

سنتے ہین اور اسوقت کی حالت دیکھنے مین بہت بڑا فرق ہے - ہم حلفیہ بطور شہادت
کہتے ہین کہ ایسی گالیان ہمنے مرزا صاحب کی زبان سے سنی ہین جو کسی چوہڑے چمارسے بہی
کبھی نہین سنین - راقم

حکیم محمد صدیق ساکن ضلع جالندھر بستی دانشمندان
حال وارد امرتسر بازار شکر گران

محمد ابراہیم امرتسر - کٹرہ سفید -

ناظرین! رسالہ ہذا صفحہ ۵۱ سطر ۱۱ دیکھو ان الہامات کی داد دیکھئے کہ بہی تو جمع سے مولا جا سکا ہے وہ پھر مجمع کیا جاتا ہے - منہ

چونکہ میرا روئے سخن خود بدولت سے تہا اسلئے میرا حق تہا کہ مین کسی ماتحت کی تحریر نہ لیتا۔
مگر اس خیال سی کہ پبلک کو مرزاجی کے فرار کا نشان تبلایا جاوے مین نے رقعہ مرقومہ قبول کرلیا۔
ان حضرات مرسلین رقعہ یا گواہان کی حالت پر افسوس نہین۔ بلکہ افسوس اُن لوگون پر ہی جو ایسی
لوگون کو دراز ریش دیکہہ عالم یا مولوی سمجھ لیتی ہین۔ جنکو یہ ہی خبر نہین کہ **مناظرہ** اور **تحقیق**
ایک ہی چیز ہے۔ رشیدیہ جو علم مناظرہ مین ایک مستند کتاب ہے۔ اسمین صاف مرقوم ہی
المناظرة توجه المتخاصمین فی النسبة اظهاراً للصواب۔ یعنی کسی مسئلہ کی نسبت دو شخصون کا
نیک نیتی اور سچائی کے اظہار کرنے کی غرض سی متوجہ ہونا اسی کا نام **مناظرہ** ہے لعد صفحہ ۲۳
اعجاز احمدی پر مجہکو **تحقیق** کے لئے بلا رہی ہین۔ جیسا کہ عبارت مرقومہ بصفحہ ۸۵ کتاب ہذا سے
ظاہر ہو سکتا ہے۔ پس تحقیق حق کے لئے بلا کر مناظرہ سی انکار کرنا صریح انکار بعد از اقرار کا مصداق
ہے اور موقع پر الہام کی یاد۔ مرزاجی! اقرار کے بعد انکار معتبر ہو سکتا ہے؟ (دیکھو اعجاز احمدی صفحہ ۳۱)
علاوہ اسکی مناظرہ صرف زبانی گفتگو ہی کا نام تو نہین بلکہ تحریری بہی بلکہ ذہنی توجہ
بہی **مناظرہ** ہے چنانچہ رشیدیہ مین ہی وان کان ذالک التوجه فی النفس کما کان للحکماء
الاشراقیین۔ لیکن اس الہامی جماعت نے جہان مسائل شرعیہ مین تجدید کی ہے اصطلاحات
عقلیہ مین بہی تو موجد ہین اسی لئے تو کتابون مین (بزعم خود) علما کے دلائل کے جواب دیتی ہین۔ بلکہ
درافشانی کرتے ہوئے بہت کچہہ اخلاق حسنہ کا اظہار بہی کیا کرتے ہین۔ حالانکہ یہ سب کچہہ مناظرے
ہی مین داخل ہی۔ مگر جب ثناء اللہ کو ایک لاکہہ پندرہ ہزار دینے کی سوجہی تو خدائی وعدہ یاد آگیا۔
اور مناظرہ سے باوجود بلانے کے صاف لفظون مین انکار کردیا۔ ؎

کیونکر مجہی باور ہو کہ ایفا ہی کریگے۔ کیا وعدہ انہیں کرکے مکرنا نہین آتا۔

بعد اللتیا واللتی ہم مرزاجی کی صداقت اور راست بیانی ظاہر کرنے کو انکی حوالہ رسالہ انجام آتہم
وغیرہ کی بہی پڑتال کرتے ہین۔ آپ انجام آتہم کے صفحہ اخیر پر بیشک لکہتی ہین کہ "واز معنا ان لا
نخاطب العلماء بعد هذه التوضیحات ولو سبونا۔ وهذه منا خاتمة المخاطبات" یعنی
ہمنے پختہ ارادہ کرلیا ہی کہ اس ہی بعد علما سے خطاب نکرینگے۔ گو وہ ہمکو گالیان دین۔ اور یہ کتاب ہماری
مخاطبات کا خاتمہ ہی۔"

اس کتاب (انجام آتھم) پر گو تاریخ طبع نہین مگر اسکی اوّل صفحہ سے ۱۸۹۶ء معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس سے بعد آپ نے علماء کرام کو صاف مباحثہ اور مقابلہ کیو سطح بلایا ہے چنانچہ آپ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کے اشتہار (معیار الاخیار ص۱۳) پر لکھتے ہین -

"اگر آپ لوگ اہل اسلام کے علماء اب بھی اس قاعدہ کے موافق جو سچے نبیون کی شناخت کے لئے مقرر کیا گیا ہے قادیاں سے کسی قریب مقام مین جیسا کہ مثلاً بٹالہ ہے یا آپکو اگر انشراح صدر میسر آوی تو خود قادیان مین ایک مجلس مقرر کرین جس مجلس کے سرگروہ آپکی طرف سے چند ایسے مولویصاحبان ہون کہ جو حلم اور برداشت اور تقویٰ اور خوف باری تعالے مین آپ لوگوں کے نزدیک مسلم ہون - پھر انپر واجب ہوگا کہ منصفانہ طور پر بحث کرین اور انکا حق ہوگا کہ تین طور سے مجھ سے اپنی تسلی کر لین (۱) قرآن و حدیث کی رو سے (۲) عقل کی رو سے (۳) سماوی تائیدات اور خوارق اور کرامات کی رو سے - کیونکہ خدا نے اپنی کلام مین مامورین کے پرکھنے کیلیے یہی تین طریق بیان فرماسے ہین - پس اگر مین ان تینون طورون سے اُنکی تسلی نہ کر سکا یا اگر ان تینون مین سے صرف ایک یا دو طور سے تسلی کی تو تمام دنیا گواہ رہی کہ مین کاذب ٹھہرون گا - لیکن اگر مین نے ایسی تسلی کر دی جیسے وہ ایمان اور حلف کی رو سے انکار نہ کر سکین اور نیز وزن ثبوت مین ان دلائل کی نظیر پیش نہ کر سکین تو لازم ہوگا کہ تمام مخالف مولوی اور انکے نادان پیرو خدا تعالے سے ڈرین اور کروڑون انسانون کے گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر نہ لین "

کیا مرزا جی آپنے اس تحریر مین فریق مخالف کو خطاب نہین کیا یا اُن سے مجلس مین دلائل طلب نہین کئے جو عین مناظرہ ہے یا کیا قادیان مین ۱۹۰۰ء ۱۸۹۶ء سے پہلے ہونے کیوجہ سے یہ تحریر منسوخ ہے ؟ نہین تو پھر مین نے کیا بہس بلایا تہا کہ مجھکو مناظرہ تو کیا زیارت سے بھی محروم رکھا - ہائے ؎

وصالِ یار میسر ہو کس طرح ضامن ہمیشہ گہات مین رہتا ہے آسماں صیاد

ہان یاد آیا کہ یہ تحریر ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کی ہی تو اس قابل نہین کہ اسکو پیش کیا جاوی -

کیونکہ مرزاجی نے اسکو عملی طور سے منسوخ کرکے ردّی کے صندوق مین ڈالدیا ہوا ہی اسلئے
تو ندوۃ العلماء کے جلسہ (منعقدہ امرتسر) کے موقع پر ۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مرزاجی کے نام ۴۳
علماء نے مشترکہ نوٹس دیا تو حضور نے بغیر رسید ڈاکخانہ کے اف تک نہین کی - وہ نوٹس اسجگہ
پر ہم نقل کرتے ہین اور وہ یہہ ہے -

"بخدمت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی"

"السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین - آپکی تحریر مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۲ء کے مطابق"
"ہم لوگ آپسے بحث کرنے کو حاضر ہین گو اس سے پہلے بارہا آپکی اصلیت ملک کو معلوم ہوچکی"
"ہی تاہم آپکی حجت پوری کرنے کو اسدفعہ بھی ہم طیار ہین - پس آپ بپابندی شروط مقررہ"
"علم مناظرہ اگر مباحثہ کرین آپکی بتلائی ہوئی طرق ثلاثہ ہمین منظور ہین تقدیم و تاخیر انکی ہمارے"
"اختیار ہی پس آپ شنبہ کے روز ۱۱ اکتوبر کی شام تک امرتسر پہنچ جائین تو ہم لوگ بعد اختتام"
"جلسہ ندوۃ العلماء بروز یکشنبہ آپسے مباحثہ کرینگے جس صاحب کو ہم اپنے مشورہ سے پیش کرینگے"
"انکا ساختہ پرداختہ منظور کرینگے - چونکہ آپکو مولوی احمد حسن صاحب ایڈیٹر شحنہ ہند کی نوٹس مورخہ"
"۲۳ ستمبر اور ضمیمہ ۲۴ ستمبر سے تنبیہ ہوچکا ہی اسلئے آپ قلت وقت کا عذر نہین کرسکتے - غالباً آپکو"
"اپنے خیالات کی اشاعت اور تحقیق حق کا اس سے عمدہ موقع نہ ملیگا - مرسلہ"
"ابو عبیدہ احمد اللہ امرتسری - عبد الجبار غزنوی - عبد الرحیم غزنوی - حافظ عبد المنان وزیرآبادی"
"ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری - عبد العزیز دینانگری - نور احمد امام مسجد شیخ بڈھا مرحوم امرتسری -"
"عبد الاول غزنوی - عبد الغفور غزنوی - ابو زبیر غلام رسول حنفی امرتسری - نور احمد لکھوکے -"
"عبد الحق غزنوی - حکیم عبد الحق امرتسری - محمد حسین لکھوکے - سید عبد القیوم حنفی جالندہری"
"عبد القادر لکھوکے - تاج الدین امرتسری - عبد الرزاق لکھوکی - حافظ غلام صمدانی پشاوری"
"(مولوی حکیم) محمد عبد اللہ پشاوری - گل محمد بہاری پور ضلع پشاور - حیات پیر پشاور سے -"
"عبد العظیم پسروری - عبد اللہ پسروری - قاسم علی ناتھ والہ - محب اللہ خراسانی"
"عبد المجید ہزاروی - عبد الودود باری والہ - نیاز اللہ مدرس تقویۃ الاسلام امرتسر - حسن محمد بھیجہ"
"یحییٰ غزنوی - محمد غزنوی - خلیفہ عبد الرحمن امرتسری - سید احمد دہلوی - غلام محمد بُگتی -"

" مصطفیٰ ساکن کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ - حافظ محمد عبداللہ غزنوی - حبیب اللہ غزنوی "

" عبدالعلی نوشہرہ ضلع جہلم - شاہ ابو صالح کانپوری - فقط "

ناظرین! یہ ہین مرزاجی کی ابلہ فریبیان جنہین ہم بہی انکو یکتائے زمان مانتے ہین اور اس بات کے قایل ہین کہ انکی باتون کی تہ تک پہونچنا اس رباعی کا مصداق ہی جو کسی صاحب نے کتاب خیالی حاشیہ شرح عقاید کی نسبت لکہی ہی ؎

خیالاتِ خیالی بس بلند ست　　نہ اینجا جائے قل احمد نہ چند ست

ولے عبدالحکیم از رائے عالی　　بحل کردہ خیالات خیالی

عجیب پیشگوئی

یون تو ہم بہی قایل ہین کہ مرزاجی کی پیشگوئیان سب کی سب ہی سبحان اللہ اور جل جلالہ کی مصداق ہین مگر ایک خاص پیشگوئی کا اظہار کئے بغیر نہین رہ سکتے آجتک تو اس پیشگوئی کیطرف کوئی خاص توجہ نہوئی تہی کیونکہ بڑی مشکل یہ ہی کہ مرزاجی کے الہام کے معنی جب انکو بہی خود سمجہ مین نہین آتے تو اور کسی کا دخل در معقول کیونکر جایز ہی اسلئے ہم منتظر تہے کہ اس پیشگوئی کے معنی جناب بالا خود ہی بتلادین سو الحمد للہ مرزاجی نے ہمین انتظار مین نہین رکہا پیشگوئی کے الفاظ طیبہ یہ ہین تخرج الصدور الی القبور (جسکا ترجمہ یہ ہی کہ بڑے بڑے قبرونکی طرف نکالی جاوینگے) مولوی غلام رسول بابا صاحب مرحوم امرتسری کے فوت ہونے پر اس پیشگوئی کی تشریح بذریعہ الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کے پہونچی کہ حضرت شیخ الکل شمس العلما مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی صاحب مرحوم کے مرنے سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی جسکے پورا ہونے کو ایک نشان کے عنوان سے ظاہر کیا گیا ہے۔ ہم حیران تہے کہ ایسی پیشگوئی کا کیا جواب دین دیکہتے دیکہتے خدا کی شان اسی کا دیا فی اخبار الحکم ۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء کی صفحہ ۳ کالم اول ہی سے ہمکو جواب ملگیا۔ بس ہم بحکم عطاے تو بلقاے تو مناسب سمجہتے ہین کہ اسی کو نقل کردین۔ مرزاجی دجیال خود اپنے رقیب حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیونکی بابت طعنہ کرتے ہوئے فرماتے ہین " یہی پیشگوئی تو وہ بہی قوی نہین بلکہ قیافہ اور تفرس معلوم ہوتا ہی جیسے انجیل مین لکہا ہی کہ زلزلے آوینگے بہلا آپ انصاف کرین کہ یہ کیا پیشگوئی ہی ایسا تو اور لوگ بہی کہہ سکتے ہین دوسری پیشگوئی کہ لڑائی ہوگی اب فرمایئے کہ کونسی نئی بات ہے " (حوالہ مذکور)

مرزاجی! ہمارا بھی حق ہے! کہ ہم آپ ہی کے الفاظ دہرا کر یون کہین کہ آپ انصاف کرین کہ یہ کیا پیشگوئی ہے کہ بڑے بڑے (مولانا سید نذیر حسین صاحب جیسے ایکسو دس برس کی عمر کے اور مولوی رسل بابا صاحب جیسے تریسٹھ سال کی عمر کے) قبرون مین چلے جاوینگے یہ تو اور لوگ بھی کہہ سکتے ہین کہ آپ جیسون کے حق مین ہم بہت جلد خسر الدنیا والآخرۃ کی آواز سُنین گے۔
ناظرین! یہ ہے مرزاجی کی پیشگوئیون کا تھیلہ جو کبھی ختم ہونے پاوے۔

ایک خط آمدہ از کادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔
جناب مولویصاحب! بندہ پہلے مرزا صاحب کا مرید تھا۔ لیکن جب آپکی دعاوی جو خلاف کتاب اللہ اور سنت نبوی دیکھی تو خیالات سابقہ سے استغفار کی اور توبہ کیطرف رجوع لایا۔ اگرچہ آپکی تصانیف جو دل مین ایک جوش اور ولولہ ڈالنے والی تھین دیکھ کر اور پڑھ کر ایسا از خود رفتہ ہوگیا تھا کہ سمجھا تھا کہ واقعی اس مرد نے مذہب اسلام[1] کو قایم اور برپا کرنیکو ایک عجیب پہلو اختیار کیا ہے۔ لیکن جب یہان (قادیان) رہ کر انکی تعلیم اور تبلیغ اور تادیب پر نظر ڈالی۔ تو ادہر کی آنکھ نے صاف بتلا دیا کہ ع
خود غلط بود آنچہ تو پنداشتی۔ تعجب تھا کہ ایسے شخص کی تعلیم ہو جو اپنے آپکو (معاذ اللہ) ہمسر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے اور پھر مریدون مین تعلیم کا یہ اثر ہو کہ حب دنیا۔ مکر۔ ریا۔ نفاق[2] غرض کسی پہلو سے گریز نہ ہو۔ اور جایز ناجایز وسایل سے مال دنیا حاصل کرین۔ اگر خدا نے توفیق بخشی تو چشم دید وقعہ ظاہر کرکے ناظرین کو دکھایا جائیگا۔ کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہین۔ لیکن کل والا واقعہ جو ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء کا میرے سامنے گذرا اور جس پہلو سے انہون نے آپ سے گریز کی وہی ناظرین کیلئے موجب تسلی ہوگا۔ بشرطیکہ چشم حق بین و نظر انصاف پسند ہو۔

---

[2] مرزائیونکی بداخلاقی کا ثبوت خود مرزاجی کی تحریر سے بھی ملتا ہے دیکھو اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء ملحقہ رسالہ شہادۃ القرآن ص ۲ و ۳ +

[1] یہ پیرایہ بھی عوام کی ہے۔ مگر حقیقت مین غلط ہے۔ اسلام کی حمایت کا پہلو بھی انکا بالکل ناقص اور خود غرضی کا ہے ۱۲ منہ

فہرست کتب مصنفہ مولٰنا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری

تفسیر ثنائی اردو — جلد اول سورہ فاتحہ و بقرہ (عمہ) جلد دوم آل عمران نساء (عمہ) جلد سوم - مائدہ - انعام اعراف (عمہ) جلد چہارم انفال نحل تک (عمہ) چاروں جلدونکی اکیساتھ خرید اسی مع محصول (ع۲) اور تقابل یا الہامی مفت انعام -

تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن — عربی مین بالکل نرالی طرز کی تفسیر جسمین ہر آیت کی معنے کسی نہ کسی آیت سے استدلال ہے - تمام قرآن شریف کی تفسیر کی قیمت (عہ)

تقابل ثلاثہ - یعنی توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ - قرآن شریف کی فضیلت (عہ)

الہامی کتاب - قرآن اور وید کے الہامی ہونے پر مفصل بحث سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا جواب (عہ)

ادب العرب - صرف و نحو عربی کا گویا اردو معلم - بغیر استاد کے عربی گرامر سے واقفی حاصل ہو (۸؍)

اسلام و برٹش لا - یعنی سیاست محمدیہ اور قوانین انگریزیہ کا مقابلہ اسلامی قانون کی افضیلت (۵؍)

الہامات مرزا - مرزا قادیانی کے الہامون کی تردید قابل دید - علماء کا پسندیدہ - (۴؍)

بحث تناسخ - تناسخ اور مادہ کے ابطال کے لئے یہ رسالہ کافی ہے - ... (۴؍)

اہلحدیث کا مذہب - فرقہ موحدین کے متعلق کہ وہ کن مسائل کو مانتے اور کن سے انکاری ہین (۴؍)

حدوث دنیا - دنیا کی پیدایش کے متعلق آریون سے مباحثہ .... (۲؍)

نماز اربعہ - ہندو - آریہ - عیسائی اور مسلمانون کی نمازون کا مقابلہ اسلامی نماز کی فضیلت (۲؍)

اسلامی تاریخ - آنحضرت کی زندگی کے حالات بطرز حکایات - بچون کیلئے نہایت مفید - ... (۱۰؍)

خصائل النبی - شمائل ترمذی کا اردو ترجمہ جس سے آنحضرت کے عادات مبارکہ معلوم ہون (۱؍)

ہدایۃ الزوجین - نکاح طلاق کے مسائل خاوند بیوی کے حقوق کا بیان - خانہ داری کی اصلاح (۱؍)

رسوم اسلامیہ - رسوم قبیحہ متعلقہ بیاہ شادی کی تردید اور اتباع سنت کی تاکید - (۱؍)

السلام علیکم - اسلامی سلام کا مذاہب غیر کے سلاموں سے مقابلہ اور سلام کے متعلق مسائل - (۱؍)

تہذیب - اسمین مہذبون کے اہم فرائض نہایت مدلل طریق سے بتلائے گئے ہین (۲؍)

جملہ کتب مندرجہ بالا مصنف موصوف سے بہ پتہ امرتسر مل سکتی ہین